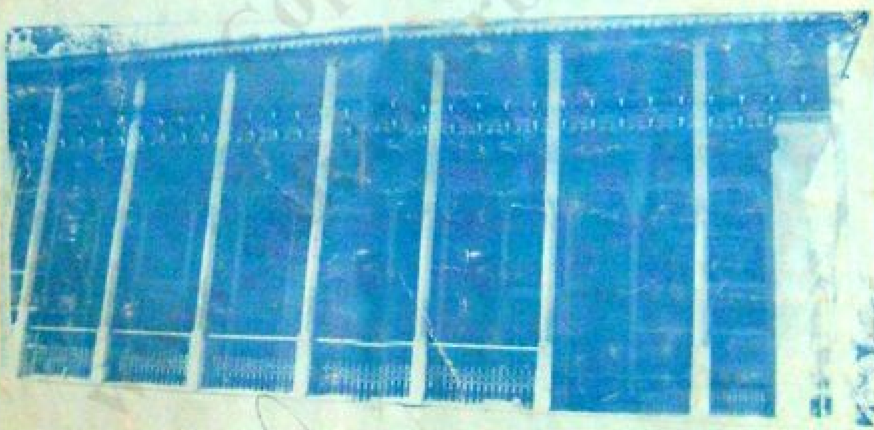
ماہنامہ
انٹرنیشنل

نوائے صوفیہ

اسلام آباد

شمارہ نمبر ۶۴ قیمت پندرہ روپے اپریل ۲۰۰۱ء

نوربخش است چشمۂ خورشید
ذرّہ گرد باش و غرقۂ نُور



جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ سکسہ چھوربٹ

کیا یہ حقیقت نہیں ہے؟

۱۔ اگر کوئی آپ سے مسلکِ نوربخشیہ یا مؤسسِ سلسلۂ نوربخشیہ شاہ سید محمد نوربخش قہستانیؒ کے متعلق جاننا چاہے تو آپ کے پاس اس موضوع کا مکمل احاطہ کرنے والی کوئی ایسی کتاب نہیں جسے آپ اعتماد سے پیش کر سکیں؟

۲۔ آپ کے پاس کوئی ایسی کتاب یا لٹریچر نہیں جو آپ اپنے بچوں کو گھریلو نصاب کے طور پر پڑھا سکیں تاکہ ان کو اپنے مسلک یعنی مسلکِ نوربخشیہ کی تاریخ اور تعلیمات سے مکمل آگاہی حاصل ہو؟

۳۔ آپ خود اپنے مسلک کی تاریخ اور تعلیمات اور مؤسسِ نوربخشیہ شاہ سید محمد نوربخشؒ کے اعلیٰ ترین علمی کارناموں کے بارے میں افسوسناک حد تک لاعلمی کا شکار ہیں؟

تو آئیے

بانیٔ نوائے صوفیہ ڈاکٹر غازی محمد نعیم کی نہایت عرق ریزی سے طویل تحقیق کے بعد تیار کی جانے والی ہر قسم کی تنگ نظری سے مبرا ضخیم کتاب

میر سید محمد نوربخشؒ اور مسلکِ نوربخشیہ

کا مطالعہ کیجیے

جو اب زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر مارکیٹ میں آگئی ہے اور قارئین نوائے صوفیہ کے لیے خصوصی رعایت کے ساتھ دستیاب ہے۔

اس کتاب میں

آپ کو وہ سب کچھ ملے گا جس کے بارے میں جاننے کے لیے آپ ہمیشہ سے بے چین تھے۔ اولاد کی تربیت کے لیے ہر نوربخشی کے گھر میں اس کتاب کا ہونا ضروری ہے۔

دیر نہ کیجیے کیوں کہ کتاب محدود تعداد میں دستیاب ہے۔

شاہ ہمدان پبلیکیشنز، شعبۂ نشر و اشاعت ادارہ نوائے صوفیہ اسلام آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

شمارہ نمبر ۶۴ قیمت پندرہ روپے اپریل ۲۰۰۱ء

بانی: ڈاکٹر غازی محمد نعیم، مدیر: علامہ محمد بشیر، آرٹ ڈیزائننگ: جی ایچ معروفی

خط و کتابت کا پتہ: 358-A سیکٹر نمبر G-6/1-1 اسلام آباد پاکستان

اکاؤنٹ نمبر UBL 17738 سکریٹریٹ برانچ اسلام آباد

نوائے صوفیہ میں شائع ہونے والے مضامین، خطوط، خبروں اور شرعی سوالات کی ذمہ داری مضمون نگار اور نامہ نگار حضرات پر عائد ہوتی ہے۔

فہرست مضامین

اینڈ پبلشر محمد بشیر نے انٹر گرافک پرنٹر اسلام آباد سے چھپوا کر مکان نمبر ۳۵۱۔اے جی سکس ون نو سے شائع کیا۔

الکتاب (گزشتہ سے پیوستہ)

قرآنِ مجید

مولوی عبدالحمید ایم۔اے

کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتاً فاحیاکم
ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون O

الفاظ و معانی:

تکفرون: تم انکار کرتے ہو۔
امواتاً: مردے
احیاکم: تمہیں زندہ کیا۔
یمیتکم: تمہیں مارے گا۔
یحییکم: تمہیں زندہ کرے گا۔

ترجمہ:

کیسے تم اللہ کا انکار کرتے ہو حالانکہ تم مردہ تھے پس تمہیں اس نے زندہ کیا پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا پھر تم اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

تشریح:

اس آیت کریمہ کی تفسیر مفسرین کرام نے مختلف انداز میں بیان کی ہے جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

ا۔ اللہ تعالیٰ ازراہ حیرت واستعجاب کفار سے سوال کر رہا ہے کہ تم اتنے آفاقی اور انفسی نیز ظاہری اور باطنی دلیلوں کے باوجود اپنے خالق کا کیونکر انکار کرتے ہو۔

موت کا ذکر یہاں خصوصی اہمیت کا حامل ہے کہ موت انسان کو فانی زندگی سے نکال کر ابدی اور دائمی زندگی کی طرف لے جاتی ہے اور یہ ہزار نعمتوں سے بڑی نعمت ہے۔
(ضیاء القرآن ص ۴۳ ج ۱)

نیز موت ایک دوست کو اپنے حقیقی دوست سے ملا دیتا ہے اس لیے کہا جاتا ہے کہ الموت جسر یصل الحبیب الی الحبیب "موت ایک ایسا پل ہے جو دوست کو دوست سے ملا دیتا ہے۔"

آیت کریمہ میں دو اموات اور دو زندگیوں کا ذکر آیا ہے۔

پہلی موت سے مراد انسان کے جسم میں روح داخل ہونے سے پہلے کی کیفیت ہے جس کا قرآن نے جا بجا ذکر کیا ہے۔

هل اتی علی الانسان حین من الدهر لم یکن شیئاً مذکورا

"کیا انسان پر ایسا وقت نہیں آیا جب وہ قابل ذکر شے نہیں تھا؟"

ایک اور جگہ یوں ارشاد فرمایا۔

وکنتم امواتاً فاحیاکم

"تم مردہ تھے پھر تمہیں زندہ کیا۔"

پہلی موت کے بعد پہلی زندگی کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں عطا فرمائی۔

انا خلقنا الانسان من نطفة

"ہم نے انسان کو نطفے سے پیدا کیا۔"

اس دنیوی زندگی کے بعد انسان پر پھر موت طاری ہو جاتی ہے جس کے بارے میں یوں ارشاد خداوندی ہے۔

کلّ نفسٍ ذائقة الموت

"ہر جان نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔"

اس موت سے ماسوا اللہ کسی بھی مخلوق حتیٰ کہ انبیاء و اولیاء کو بھی چھٹکارا نہیں ہے۔

آیت مذکورہ میں بھی ثم یمیتکم سے اسی موت کو بیان کیا ہے۔ اس موت کے ساتھ ہی انسان کی عارضی اور دنیوی زندگی ختم ہو جاتی ہے اور اس کی دنیوی زیب و زینت جاہ و منصب، مال و دولت اور عزت و وقار ختم ہو جاتا ہے اور وہ آخرت کے سفر پر روانہ ہو جاتا ہے۔

ثم یحییکم کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان اپنی دنیوی زندگی کے ایام پورے کرنے کے بعد مر جاتا ہے تو وہ ختم نہیں ہو جاتا بلکہ اسے ایک اور نئی زندگی عطا کر دی جاتی ہے۔ یہ آیت اس زندگی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

اکثر مفسرین کرام نے ثم یحییکم سے قبر کی زندگی مراد لی ہے جسے عالم برزخ بھی کہتے ہیں۔ یہ زندگی قیامتِ عظمیٰ کے آنے تک ہے جسے ثم الیہ ترجعون سے تعبیر کیا گیا ہے اور جس کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے۔

الساعة آتیة لاریب فیھا

"قیامت کی گھڑی آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں۔"

شاہ سید محمد نوربخش کتاب الاعتقادیہ میں فرماتے ہیں۔

ویجب ان تعتقد ان اللہ یحیی العظام الخ

"اس بات پر اعتقاد رکھنا واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑی قیامت کے روز بوسیدہ ہڈیوں کو زندگی کرے گا۔ لوگوں کو ایسا ہی پیدا کرے گا جیسا کہ پہلی بار دنیا میں پیدا کیا۔ یہ صورت حال ایک خاص وقت کے بعد ہو گی لیکن جب انسان مر جاتا ہے تو عالم آخرت کے مثالی اکتسابی جسم کے ساتھ کسی قسم کی تاخیر کے بغیر اس کو نعمت عطا کی جاتی ہے یا عذاب میں مبتلا کیا جاتا ہے۔"

شاہ سید کا یہ بیان قرآن مجید کے مندرجہ ذیل فرمان کے عین مطابق ہے۔

کیف یحیی العظام وھی رمیم قل یحییھاالذی انشاء ھا اول مرۃ وھو بکل شیء علیم (یٰس)

"(منکرین خدا کہتے ہیں کہ) مردہ ہڈیوں کو اللہ کیسے دوبارہ زندہ کرے گا جب کہ وہ مٹی ہو جائیں گی۔ (اے نبی آپ فرمادیجئے کہ اللہ) ان کو اس طرح زندہ فرمائے گا جس طرح انہیں پہلی مرتبہ زندہ کیا تھا اور وہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔"

ارکان ایمان کا آخری رکن یوم آخرت پر ایمان لانا ہے جس کا منکر صریح گمراہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

ومن یکفر باللہ وملئکتہ وکتبہ و رسلہ والیوم الاخر فقد ضل ضلالاً بعیداً

"جو اللہ اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور قیامت کے دن کا انکار کرے وہ بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔"

ماخذ و مصادر:

۱۔ القرآن الکریم

۲۔ تفسیر المیزان (عربی) — السید محمد حسین الطباطبائی

۳۔ تفسیر ضیاء القرآن — علامہ پیر کرم شاہ

۴۔ تفسیر ابن کثیر — حافظ عماد الدین ابن کثیر

۵۔ تفسیر خزائن العرفان — مولانا سید محمد نعیم الدین

۶۔ الفقہ الاحوط (عربی) — سید محمد نوربخش

۷۔ کتاب الاعتقادیہ (عربی) — سید محمد نوربخش

۸۔ دعوات صوفیہ (فارسی) — امیر کبیر سید علی ہمدانی

فقہ (گزشتہ سے پیوستہ)

مجموعۂ شریعتِ محمدیہؐ

ابو العرفان علامہ محمد بشیر

ورفع الرّأس منه الیٰ حدّ القیام التّام والطّمانینة فی هذا الاعتدال و السمعلة و التکبیر لهوی الرّکوع و لهویّ السّجوده و السّنن ان یرفع لیدین مع هذین التکبیرین کرفعهما مع تکبیرة الاحرام و ان یفرّج الاصابع علی رکبتیه راکعاً و ان یجافی المرفقین عن الجنبین وللنساء ضمّهما بهما وان یحمّد بعد السمعلة اما بهذه الصّیغة الحمد لله ربّ العالمین اهل الکبریاء و العظمة و اهل الجود و الجبروت او بهذه الصّیغة ربّنا لک الحمد حمدًا کثیراً طیّبًا دائمًا مبارکًا فیه او ربّنا لک الحمد ملأ السّمٰوٰت و ملأ الارض و ملأ ما بینهما و ملأ ما شیئت من شیی بعد حق" ما قال العبد کلّنا لک عبید" اللّٰهمّ لا مانع لما اعطیت و لا معطی لما منعت ولا رادّ لما قضیت ولا ینفع ذالجدّ منک الجدّ

ترجمہ :

عمل کی حد تک سر کو اٹھانا، اسی معتدل حالت میں اطمینان کا سانس لینا۔ "سمع اللہ لمن حمدہ" کا پڑھنا، رکوع کے لیے جھکتے وقت اور سجدے میں جاتے وقت تکبیر یعنی "اللہ اکبر" کہنا (یہ امور) واجب ہیں۔ مسنون امور یہ ہیں۔

ا۔ تکبیر احرام کے ساتھ ہاتھوں کو اٹھانے کی مانند ان دونوں تکبیروں کے ساتھ ہاتھوں کا اٹھانا۔

۲۔ رکوع کی حالت میں انگلیوں کو گھٹنوں پر کھلی حالت میں رکھنا۔

۳۔ کہنیوں کو پہلوؤں سے دور رکھنا۔

۴۔ عورتوں کے لیے کہنیوں کو پہلوؤں سے ملا کر رکھنا۔

۵۔ "سمع اللہ لمن حمدہ" کے پڑھنے کے بعد ان الفاظ میں حمد کا بجالانا " الحمدلله رب العلمین اهل الکبریاء و العظمة و اهل الجود و الجبروت" یعنی تمام تعریفیں تمام جہانوں کے پالنہار، بڑائی و عظمت والے، سخاوت اور زبردست ہیبت والے اللہ کے لیے ہیں۔

یا یوں حمد بجا لائے " ربّنا لک الحمد حمدًا کثیراً طیّباً دائماً مبارکًا فیه" یعنی اے ہمارے پالنہار زیادہ سے زیادہ پاکیزہ، دائمی طور پر تمام بابرکت تعریفیں صرف تیرے لیے ہیں۔

یا ان الفاظ میں حمد بجالائے " ربّنا لک الحمد ملأ السّمٰوٰت و ملأ الارض و ملأ ما بینهما و ملأ ما شئت من شیی؛ بعد حق" ما قال العبد کلّنا لک عبید" اللّٰهمّ لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا رادّ لما قضیت ولا ینفع ذالجدّ منک الجدّ " یعنی اے ہمارے پالنہار تمام تعریفیں، آسمانوں بھر تعریفیں، زمین بھر تعریفیں، آسمانوں اور زمینوں کے درمیان بھر تعریفیں اور اس کے بعد تیری مشیئت بھر تعریفیں صرف

ملا کر رکھنا بہتر ہے۔ اگر کوئی خاتون نماز گزار حالت رکوع اور حالت سجدہ میں اپنے ہاتھوں کو پہلوؤں سے دور رکھے تو اس صورت میں بھی اس کی نماز درست قرار پائے گی تاہم یہ خلاف اولیٰ قرار پائے گا۔ لہٰذا نماز گزار مرد حضرات اور نماز گزار خواتین کے لیے بہتر ہے کہ وہ اپنے اپنے مخصوص احکام کی بہتر صورت کو اختیار کرنے کو اپنا شیوہ بنائیں تاکہ زیادہ ثواب حاصل ہو۔

۱۰۔ سمعلہ کے بعد نماز گزار افراد کے لیے خواہ وہ مرد ہوں یا خواتین تین مختلف صورتوں میں حمد بجالانا مسنون امور گنے گئے ہیں۔

الف: حمد بجالانے کی ایک صورت یوں ہے۔ الحمد للہ رب العالمین الخ متن اور ترجمہ گزر چکا ہے۔

ب: حمد بجالانے کی ایک صورت یوں ہے۔ ربنا لک الحمد حمدا الخ متن اور ترجمہ گزر چکا ہے۔

ج: حمد بجالانے کی ایک صورت یوں بھی ہے۔ ربنا لک الحمد ملأ السموت الخ متن اور ترجمہ گزر چکا ہے۔

پس نماز گزار حضرات سمعلہ کے بعد حمد بجالانے کی ان تینوں صورتوں میں سے جس صورت کو بھی اختیار کرے وہ درست ہوگا، خواہ کوئی نماز گزار ایک ہی صورت کو تمام رکعتوں میں پڑھے یا مختلف رکعتوں میں حمد بجالانے کی بھی مختلف صورتوں کو اختیار کرے سب روا ہے۔ ہاں ایک بات یاد رکھنے کی ہے وہ یوں ہے کہ نماز گزار حمد بجالانے کی مذکورہ تینوں صورتوں کو سمعلہ کے بعد ایک ہی رکعت میں یکجا کر کے بجا نہ لائے کیونکہ حالت اعتدال میں حد سے زیادہ وقفہ کرنا مکروہ ہے۔ لہٰذا کراہت سے بچنے کے لیے نماز گزار اپنی نماز میں سمعلہ کے بعد حمد بجالانے کی مختلف صورتوں کو مختلف رکعتوں میں بانٹ کر اختیار کرے۔

(جاری ہے)

بقیہ: محسنین نوربخشیہ

نوربخشیہ کے بقا اور استحکام کے لیے ان کے دل میں بے پناہ تڑ...
تھی۔ اس زمانے میں سید علی کریمی نے نوربخشیہ میں بہت س...
نوساختہ مسائل کو ہوا دینا شروع کی تھی جس کی وجہ سے سلس...
نوربخشیہ میں بحث و جدال کا سلسلہ چل پڑا تھا۔ سید صاحب...
جہاں ان اختلافی مسائل پر اپنا نقطۂ نظر تحفۃً قاسمی میں پیش...
وہاں اپنے نظریات کو عربی اور فارسی میں (نہایت کمزور انشاء...
ساتھ) لکھ کر انہیں سید محمد نوربخشؒ اور سید قاسم فیض بخشؒ...
منسوب کر دیا تاکہ اس استناد کے ذریعے اپنے نظریات کو وزنی...
دوٹوک بنائیں۔ نہیں معلوم سید صاحب اپنے نظریات منوا...
میں کامیاب ہوئے یا نہیں، لیکن ان کے اس طریق کار...
نوربخشیہ کو ایک بحران سے نکال کر دوسرے بحران میں دھکیل...
اور ایک دنیا نے ان کی تصانیف کو سچ مچ نوربخشؒ اور فیض بخشؒ...
تحریر مان لیا اور یوں سنگین غلط فہمی پیدا ہوگئی۔ اس کے باوجو...
کیا جاتا ہے کہ سید صاحب کا مقصود و مطلوب نوربخشیہ کا دف...
دفاع تھا۔

سید صاحب نے مدرسہ نصرت الاسلام کے نام...
ایک دینی ادارہ قائم کیا تھا جہاں وہ خود درس دیا کرتے تھے۔...
کے پڑپوتے سید عباس علی کے بیان کے مطابق سید صاحب...
سو کے قریب شاگرد تھے جن میں درج ذیل بہت شہرت ر...
ہیں۔

مولانا محمد علی ذوغنی، اخوند محمد جان چھوربٹ،...
عبدالصمد کواس، اخوند حکیم پھرزوا، سید محمد تھلے، مولانا موس...
براہ، مولانا محمد کثیر خپلو، مولانا احمد کھرکوہ وغیرہ۔

آج بھی ان کا مدرسہ ان کی اولاد میں سے سید م...
شاہ میر واعظ خانقاہ نوربخشیہ کھرکو کی زیر نگرانی جاری ہے۔

اہل بیت

حضرت امام حسینؑ اور منزلِ یقین

محمد شریف عارفی جامعہ نعیمیہ لاہور

یقین ایک عظیم نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم اٹھائیس مقامات پر یقین کا ذکر فرمایا ہے جن میں سے ایک جگہ فرمایا ہے۔

د ربک حتی یاتیک الیقین (سورۃ الحجر)

نے رب کی عبادت کر یہاں تک کہ تجھے یقین حاصل ہو ے۔"

مفسرین کرام کے نزدیک یہاں یقین سے مراد موت ور موت آنے تک عبادت پر استقامت کی طرف اشارہ چونکہ موت بھی یقینی امر ہے اس لیے یہ کلمہ اس غرض و میں استعمال ہوا۔ پس اگر موت یقین ہے تو یقین سے مراد یقین ہی ہوا۔ مقصود عبادت یقین ہے اور یقین حقیقت ایمان نے کا نام ہے۔ یقین جملہ اعتقادات اور عبادات کی روح ہے س کے بغیر ہر عبادت اس جسم کی طرح ہے جس میں روح ۔ چنانچہ بے یقینی کی ہلاکت آفرینی کا احساس دلاتے ہوئے مت علامہ محمد اقبالؒ فرماتے ہیں۔

ن اے تہذیب حاضر کے گرفتار
غلامی سے ہے بدتر بے یقینی

یقین ہی بندے کو نادانی سے شعور تک، بے ذوقی سے تک، ظلمت سے نور تک، غیب سے حضور تک، فراق سے تک، حجاب سے جمال تک، ظلال سے صفات تک اور ے ذات تک پہنچاتا ہے۔

چنانچہ جب ایک بار کسی نے مولائے کائنات حضرت علی سے عرض کیا۔ یا علی جس رب کی عبادت کرتے ہو اسے کبھی دیکھا بھی ہے؟ تو آپ نے برجستہ جواب دیا لا اعبد ربا لم اراہ "میں نے آج تک ن دیکھے رب کی عبادت نہیں کی۔" یہ وہ مقام یقین ہے جو تخمین و ظن سے پاک ہے۔ چنانچہ خود کلام الٰہی کی ابتدا بھی اس طرح سے ہوتی ہے۔ الم ذالک الکتاب لا ریب فیہ "الم۔ یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں۔" شک یقین کی ضد ہے جس سے قرآن مجید بر تر وبالا ہے۔

حضرت امام حسینؑ یقین کی اسی قرآنی روایت کے پاسدار اور پاسبان ہیں۔ قرآن حسینؑ کے نانا پر نازل ہوا اس کی تلاوت کا حق حسینؑ کی ماں نے ادا کیا اور اس کے احکام کی تعمیل کا حق خود حسینؑ نے دشت کربلا میں ادا کیا۔ پس حسینؑ اور قرآن کا چولی دامن کا ساتھ ہے جیساکہ حضور پاک کا ارشاد ہے۔

ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض (مشکوۃ)

"یہ دونوں (قرآن اور حسینؑ) حوض کوثر پر میرے پاس اکٹھے پہنچیں گے۔"

پس قرآن اور حسینؑ دونوں منزل یقین کے راہبر ہیں اسی لیے دونوں کو اپنے مشن پر بھی یقین کامل تھا۔ چنانچہ حضرت امام حسینؑ جب مکہ مکرمہ سے شام کی طرف کوچ کا ارادہ فرماتے ہیں تو کچھ لوگ آپ کو اس ارادہ سے باز رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور آپ جوابا فرماتے ہیں۔

رایت رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم فی المنام امرنی امرا و انا ماضی فیہ
"مجھے خواب میں نانا پاک کی زیارت ہوئی ہے اور آپ نے مجھے کربلا کی طرف جانے کا حکم خاص فرمایا ہے۔" اس لیے مجھے روکا نہ جائے میں ضرور جاؤں گا کیونکہ مجھے نانا کے حکم پر اور اپنی شہادت پر یقین ہے۔

علم الیقین سے حق الیقین تک :

یہ فطرت بشری ہے کہ موت اور مصائب کے نام سے ہی یقین میں ضعف پیدا ہو جاتا ہے مگر حضرت امام حسینؑ کا یقین مصائب و آلام میں اضافے کے ساتھ ساتھ فزوں تر ہوتا گیا حتیٰ کہ یقین کی وہ منزل آگئی جب از روئے قرآن موت خود صاحب یقین سے شکست کھا جاتی ہے وہ موت نہیں رہتی بلکہ حیات سرمدی بن جاتی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے۔

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون (آل عمران)
"جو لوگ اللہ کی راہ میں قربان ہو چکے ہیں انہیں مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم ان کی زندگی کا شعور نہیں رکھتے۔"

امام حسینؑ نے شب عاشورہ کو بعد از نماز عشاء اپنے وفادار ساتھیوں سے فرمایا کہ میں اجازت دیتا ہوں تم سب واپس چلے جاؤ کیونکہ ان لوگوں کو میری ضرورت ہے۔ یہ مجھے شہید کرنا چاہتے ہیں۔ تم رات کی تاریکی میں جدھر چاہو نکل جاؤ۔ آپ کا یہ ارشاد سن کر اہل بیت اور ان کے رفقاء نے یک زبان ہو کر کہا۔ واللہ لا نفعل ذالک خدا کی قسم ہم ایسا کبھی نہیں کر سکتے۔ ہماری جانیں، ہمارا اماں اور ہمارے اہل و عیال سب آپ پر قرباں ہیں کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ آپ کے قدموں میں جانیں فدا کر کے ہم حیات ابدی پائیں گے۔ یوں جان نثاران حسینؑ کو بھی اپنی ممات پر بھی یقین تھا اور اپنی حیات پر بھی کیوں نہ ہو کہ ان کے آقا حسینؑ منزل یقین پر فائز تھے اور انجام کار شہید ان محبت کے امام نے اس مرحلۂ یقین پر صبر و رضا سے سرشار ہو کر خالق حقیقی کے حضور سجدہ کیا تو یوں مناجات فرمائی۔ الٰھی صبراً علی بلائک و رضاً بقضائک و تسلیماً لامرک "اے اللہ میں تیری بلا پر صابر ہوا تیری قضا پر راضی ہوا اور تیرے حکم پر سر تسلیم خم کیا۔"

اور اسی وقت غیب سے یہ آواز آئی۔

یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ "اے نفس مطمئنہ جلد اپنے رب کی طرف پلٹ تو مجھ سے راضی اور میں تجھ سے راضی۔" ☆☆

بقیہ : حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ

طریقہ شاہ ہمدان میں سالکوں کے لیے چلہ کشی لامکان کی جانب رہبری ہے۔ اس کے ایک چلہ سے ہزاروں سر نہاں آشکار ہوتے ہیں۔ سیر و سلوک چلہ ہی کی مدد سے جاری و ساری ہے کیونکہ چلہ کے بغیر کمان سے تیر نکلنا محال ہے۔ اہل طریقت کا یہ صاف و پاک طریقہ ایک اعلیٰ و ارفع سراپردہ ہے۔ اگرچہ حقیقت تک پہنچنے کے بہت سارے راستے ہیں لیکن امام ہمدان کا راستہ بہت ہی اقرب ہے۔

شاہ ہمدانؒ اپنی کثرت تصانیف کی وجہ سے کافی مشہور ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے تقریباً ایک سو ستر منظوم و منثور رسالے تحریر فرمائے۔ مولانا صرفی نے مرموز طریقہ پر ان کی 'اوراد فتحیہ' جو کہ درود و اذکار کا ایک بیش بہا خزانہ ہے، کا ذکر کیا ہے اور یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اس کے اولب فیض کھلتے ہیں اور کعبہ دل پر پڑے ہوئے سیکڑوں پردے اٹھتے ہیں۔ ☆

ادبِ تصوف

رسالۂ نوریہ

تصنیف : میر سید محمد نور بخش

ترجمہ : غلام حسن ایم۔اے

اسے حاصل نہ ہو تو وہ ذات وصفات حق کی معرفت سے قاصر ہیں۔"

حدیث نبویؐ

اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله

"مؤمن کی بصیرت سے ڈرو کیونکہ وہ نورِ الٰہی سے دیکھتا ہے۔"

اسی معنی کی تائید کرنے والی ہے کہ مؤمن کا چشمِ بصیرت چونکہ نورِ حضرت الٰہی سے منور ہوتا ہے تو مغیبات پر مطلع ہو سکتا ہے بلکہ وہ صفات حق تعالیٰ کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔

بعض جہال ایسے ہیں جنہوں نے عربی الفاظ و عبارات میں سے کچھ سیکھ لیا ہے ظالم حکمرانوں اور امراء کی ملازمت میں اپنے دین کو دنیا کے بدلے بیچ دیا ہے۔ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں بے فائدہ اختلافات اور فاسد تعصبات پیدا کر دیئے ہیں تاکہ اس طرح خود کو نمایاں اور مشہور کریں۔

جیسا کہ حدیث نبویؐ

ستروں ربكم كما ترون القمر ليلة البدر

"تم اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے جس طرح چودھویں کے چاند کو دیکھتے ہو۔"

میں تشبیہ کی وجہ رویتِ حسی (یعنی حسِ باصرہ) کو کہتے ہیں حالانکہ نوع انسان کے تمام کاملین جو ریاضت شاقہ بجا لاتے رہے ہیں ان کا مقصد یہ ہے کہ چشمِ دل کو کشف و شہود کے نور سے منور بنائے تاکہ وہ تجلی حق سے بہرہ مند ہو سکے۔ اگر چشم حسی (ظاہری آنکھ) سے جمالِ حق کا مشاہدہ میسر آتا تو جو بھی مؤمن اور کافر صاحب حس ہو جمال مولیٰ کا مشاہدہ کر سکتا۔ حالانکہ ہر کوئی نورِ تجلی کا مشاہدہ نہیں کر سکتا۔ پس ثابت ہوا کہ حس اور عقل مشاہدہ و ادراک حضرت حق سے قاصر ہیں۔ ہاں اس وقت کہ جب آنکھ نورِ بصیرت سے منور اور مؤید ہو جائے تو حالت صحو میں مکمل اولیاء کو جمالِ الٰہی کا معائنہ ہوتا ہے۔ لیکن اس قسم کی تجلی دو عادل گواہوں کی شہادت سے رویت حسی کو میسر نہیں ہوتی۔ اول یہ کہ اگر اس تجلی کے وقت اربابِ حاسۂ باصرہ میں سے کوئی اور بھی حاضر ہو تو وہ نہیں دیکھتا۔

دوم یہ ہے کہ وہ صاحب تجلی اس وقت حاسۂ باصرہ یعنی آنکھ کو بند کر لے۔ جس طرح آنکھ کھولنے سے نظر آتا ہے بند کرنے سے بھی نظر آتا ہے۔ (حالانکہ ان دونوں حالتوں میں فرق ہونا چاہیے جس طرح عام طور پر فرق ہوتا ہے۔)

اسی معنی کی بنا پر معین ہوا کہ وہ بصیرت ہے (جس کا حامل) آنکھ کے کھلے روزن سے بھی دیکھتا ہے اور کھلے روزن کے بغیر بھی دیکھتا ہے۔ اہلِ جنت کا حق تعالیٰ کو دیکھنا اسی طرح ہے کہ

یوم تبلی السرائر (الطارق ۹) "جس دن اسرار ظاہر ہو جائیں گے۔"

کے تحت ان کی آنکھوں کی بصیرت ہے۔ اولیائے محققین کے نزدیک حدیث نبوی سترون ربکم الخ میں وجہ شبہ تحقیق رویت ہے نہ رویت حسی۔

قشریہ (اہلِ ظاہر) کا گروہ جو جو حقیقت امر سے بے خبر ہے اس میں سے بعض رویت کو رویت حسی سمجھتے ہیں اور بعض رویت کو محال سمجھتے ہیں۔ اہل تحقیق کے نزدیک یہ دونوں گروہ اگرچہ عالم صوری میں بڑے ماہر ہیں لیکن معرفتِ الہیات میں بالکل قاصر واقع ہوئے ہیں۔ یہ اس لیے کہ چیزوں کی معرفت و پہچان میں قوی سبب کا دیکھ لینا ہے اور علمائے ظاہر معرفت الٰہی میں غور تو کرتے ہیں لیکن وہ رویت سے محروم ہیں۔

محققین مکاشف کے نزدیک وہ اختلاف لفظی ہے کیونکہ رویت اس وقت میسر ہوتا ہے جب بصیرت خود بصر (آنکھ) بن جائے یعنی چشم باطن چشم سر بن جائے اور ذات حق کا دیکھ لینا آیت

لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار (الانعام ۱۰۳)

"آنکھ اس کا ادراک نہیں کر سکتی اور وہ آنکھوں کا ادراک کر سکتا ہے۔"

کے تحت محال ہے۔ اسی مقدمہ کی بنا پر جو کہتا ہے کہ خدا کو دیکھنا ممکن ہے وہ سچ کہتا ہے یعنی چشم خدا بین نے آثار، افعال، صفات اور ذات الٰہی کے مراتب میں

ماکذب الفواد ما رای (النجم ۱۱)

"جو کچھ دیکھا دل نے اسے نہیں جھٹلایا۔"

اسی سے عبارت ہے۔

اور جو کہتا ہے کہ خدا کو نہیں دیکھا جا سکتا اس نے بھی سچ کہا ہے کہ یعنی ذات حق کو جو فناء محض کے بغیر اس مرتبہ میں محال محض ہے۔

حضرت ولایت، منبع ہدایت، شاہ اولیاء علی مر
فرماتے ہیں۔

رائیتہ معرفتہ فعبدتہ لم اعبد ربا لم ارہ

"میں نے اسے دیکھا اور پہچانا پس میں نے اس کی عبادت کی۔
نے کسی ایسے رب کو نہیں پوجا جسے دیکھا نہ ہو۔"

(اس فرمان میں) میں رویت کو معرفت پر مقدم
ہے تاکہ محقق جان لے کہ معرفت کاملہ مقدمۂ رویت
موقوف ہے۔ اس قسم کا طور معرفت مجذوب سالک کے سا
مخصوص ہے۔ حضرت خاتم الانبیاء اور آدم الاولیاء دو
مجذوب سالک ہیں لیکن سالک مجذوب کا طور اس کے بر
ہوتا ہے یعنی پہلے عبادت ہوتی ہے پھر معرفت اور پھر رویت۔

بہر حال اربابِ کمال تجلیات جمال کے مظاہر
سرادقاتِ جلال کے طائر ہوتے ہیں اور وہ اکابرِ انبیاء اور
اولیاء علیہم السلام ہیں۔ یہ زمانہ جو ظہورِ ولایت کا زمانہ ہے،
اسلام میں سے اکثر علماء و عوام نے جو اولیاء کے معتقد ہیں،
گروہ کے مکاشفات، مشاہدات، تجلیاتِ ذات و صفات اور
کمالات اگرچہ کرامات و مشاہدات میں سے کچھ باتیں دیکھ لی
جنہوں وہ تسلیم کرتے ہیں۔ تمام خواص و عوام کی توجہ اس طرف
مبذول ہے کہ اولیاء میں سے کسی ولی کی صحبت میں پہنچ جائیں
اس گروہ کے احوال و مقامات سے وہ محظوظ ہوتے ہیں۔ جب
اکثر اہلِ زمانہ اہلِ دل کے طالب ہیں۔ وہ ان کے معتقد حامی
قائل ہیں۔ لہذا جواز تجلیات پر زیادہ دلائل دینے کی ضرورت
نہیں ہے۔ چنانچہ اب مراتب تجلیات کا تعین اور توضیح کی جاتی
تاکہ سالکین راہ اور مقربین درگاہ معارف حقائق تجلیات کے
میدان میں سبقت لے جا سکیں۔

ہمدانیات

حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ

شیخ یعقوب صرفی کی نظر میں

ڈاکٹر غلام رسول جان سری نگر کشمیر

حضرت شاہ ہمدانؒ کی شخصیت، فن اور افکار کے متعلق بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ اس سے صرف نظر کر کے ان کے ایک بلاواسطہ مرید مولانا شیخ یعقوب صرفیؒ کشمیری (م ۱۰۰۳ھ) نے اپنے مرشد کے متعلق جن افکار و نظریات کا اظہار کیا ہے اس کا مختصر بیان پیش کروں گا۔

مولانا شیخ یعقوب صرفی کشمیری حضرت شاہ ہمدان کے ارادتمندوں میں سے تھے اور انھیں اپنا مرشد اور پیشوا مانتے تھے۔ 'سالارِ عجم' کی نسبت اپنے والہانہ جذبات اور اپنی دلی وابستگی کا اظہار صرفیؒ نے اپنی تصنیفات میں جگہ جگہ کیا ہے۔ دل میں موجزن اسی جذبہ اثر کے تحت اپنے سفر ایران و وسط ایشیا کے دوران کولاب (تاجکستان) کے مقام پر اپنی اور کشمیری قوم کی طرف سے 'معمارِ تقدیرِ امم' کے تئیں عقیدت کے پھول نچھاور کیے ہیں۔

حضرت امیر کبیرؒ کی نسبت مولانا صرفیؒ اپنے آپ کو فقیر حقیر، مسکین اور دل و جان سے ان کی غلامی کرنے والا ان کی چوکھٹ کا دربان کہتا ہے۔

صرفی مسکین کہ ہوا خواہ اوست
از دل و جان بندہ درگاہ اوست

مولانا صرفی خدا کا شکر جالاتے ہوئے کہتا ہے کہ

مرشد سالکان حضرت شاہ ہمدانؒ ہمارے پیشوا اور عشق کے میدان میں ہمارے مقتدا ہیں۔ انہی کے عشق کی وجہ سے صرفی زندہ و پائندہ ہے۔ ان کے غم عشق سے صرفی کا دل شاد ہے اور غم دو جہاں سے آزاد ہے۔ صرف ہر دم اسی غم کی آرزو کرتا ہے اور خداوند عالم سے ملتجی ہے کہ یہ غم کم ہونے کی بجائے زیادہ ہی ہو کیونکہ یہ ایسا غم ہے جو بالآخر اندرونی بھیدوں سے باخبر کرتا ہے۔

مولانا صرفی کا کہنا ہے کہ لوح الست پر ابجد خوان ہونے کے ساتھ ہی حضرت شاہ ہمدانؒ کے عشق نے اس کے دل کو منقش کیا ہے اور ان کے غم عشق نے اس کے دل و جان میں اپنا گھر اس طرح کر لیا ہے جس طرح دل میں روح اور بدن میں دل نے۔

مولانا صرفی کے معتقد اور پیشوا امیر سید علی ہمدانیؒ نبیؐ اور علیؓ کے نامی گرامی فرزند ہیں۔ وہی ملک ولایت کا شاہنشاہ اور آسمان ہدایت کا چاند ہیں۔ ان کا دست سخاوت موجیں مارتا ہوا سمندر ہے۔ ان کا دل بحر عرفان اور دریائے فیض ہے۔ ان کی موجوں سے ساحل پر گہرہائے فیض نمایاں ہیں۔ ان سے اٹھنے والی ہوائیں جب سراب ...

کر وسعت میں بحر عمان
...ش ہے جسے پی کر م...

...دوں سے
... دور لرزتی ہیں تو وہ پر آب ...
کا اظہار پیش کر...

کے لیے بھی سامان زندگی فراہم کرلیتا ہے۔

حضرت شہِ مرسلینؐ کے برگزیدہ فرزند میر سید علی ہمدانی" یقیناً عرفا کے امام، مسلکِ ہدایت کے سلطان اور کشورِ ولایت کے شہنشاہ ہیں۔ اربابِ ولایت کے لیے باعثِ افتخار اور اصحابِ رشد وہدایت کے رہبر ہیں۔ علی ثانی میر سید علی ہمدانی" حقایق کا پردہ فاش کرنے والے ہیں۔ اولیائے عالم کے سردفتر، خداشناسی کے علم میں اعلم ہیں۔ آپ معنی ار گہر فشاں اور بحر دیگر اس میں دریای جود واحسان کے سرچشمہ اور اہلِ کشف وایقان کے سرحلقہ ہیں۔ علی ثانی امام ہدیٰ، اولیائے خدا کے سید ہیں۔ سرورِ دوعالمؐ کے قرۃ العین اور ان کی صوری ومعنوی اولاد ہیں۔ آپ حضورِ اکرمؐ اور حضرت علیؑ کے حقیقی وارث ہیں جن کی صورت سے تمام حقایق کا بیان عیاں ہے۔ حضورِ انورؐ کی حدیث پاک 'وال من والاہ' کے مجلس افروز اور 'عاد من عاداہ' کے گھر بار پھونکنے والے، فخرِ آلِ محمد عربیؐ اور مشعلِ دودمانِ مرتضویؑ میں خدا کے خلیفۂ اعظم ہیں جن کا تصرف تمام عالم پر ہے۔ شرابِ مصطفویؐ کا کاسہ دار اور سرودِ مرتضویؑ کا نغمہ ساز بھی میر سید علی ہمدانی غوثِ آفاق اور قطبِ حقانی ہیں۔

مولانا صرف کی نظر میں میر سید علی علی ثانی" کے لقب سے اس لیے متصف ہوئے کہ اول تو ان کا اسم مبارک علی ہے اور دوم آپ حضرت علیؑ کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ حسب و نسب اور اسم میں حضرت علیؑ سے مکمل نسبت رکھتے ہیں۔ آپ اس لقب سے اس لیے مشہور ہوئے کہ اسرارِ علیؑ آپ سے ہویدا ہوئے۔ آپ حضرت علیؑ کی مانند دانشِ ربانی کے حامل ہیں لہذا حضرت علیؑ کے ثانی قرار پائے۔

'نہ رواق سے برتر مسند نشین جن کا شیوہ طی زمین و زمان ہے'، کی ولادت ہمدانؒ (ایران) میں ہوئی اور وطن ختلان مقرر ہوا۔ قبلۂ جان حضرت شاہ ہمدانؒ کا مزار ومدفن اپنا ہی وطن قرار پایا۔

مولانا صرفی کے نزدیک جناب شاہ ہمدانؒ نے ربع مسکون کی سیر ظاہری صورت میں دو سے زیادہ بار کی لیکن حقیقتاً انہوں نے تمام آسمان وزمین کی سیاحت کی ہے۔

طی الارض کرنے والے حضرت شاہ ہمدانؒ نے جنت نظیر کشمیر کو بھی اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمایا اور اس وجہ سے ارضِ پاک کشمیر کی حرمت دوبالا ہوئی۔ مولانا صرفی نے خانقاہ شاہِ ہمدان ۸ کو کشمیر کا کعبہ بتایا ہے اور حجرۂ خاص سے حاصل ہونے والے فیوضات کا تذکرہ یوں کیا ہے۔

رسدز حجرۂ خاصش فیوض ھر کس را
بناہ خانقہِ اوست کعبہ در کشمیر

حدیثِ قدسی ہے کہ موتوا قبل ان تموتوا یعنی مرنے سے پہلے ہی مرجاؤ۔ اس حدیث پاک کو رواج دینے والے حضرت شاہ ہمدانؒ ہی ہیں۔ مولانا صرفیؔ نے اسے حیاتِ سرمدی سے تعبیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جب تک شاہ ہمدانؒ تجھے اپنے عشق کی تلوار سے نہ مارے تجھ پر اپنی موت آپ مرجانا مشکل ہے۔ لہذا تجھے اپنے ایمان کے دشمن نفس شریر کو مارنے کے لیے تیغ کبروی کا سہارا لینا پڑے گا۔

مولانا صرفیؔ کی نظر میں طریقہ شاہ ہمدانؒ کی ایک امتیازی خصوصیت چلہ کشی ہے چونکہ اربعین حکم پر مشتمل تھا اس لیے شاہ ہمدانؒ نے خلوت گزینی کے لیے اسے اپنی خاطر پسند فرمایا لیکن وہ ماسوائے اسرار بی چون کے واقف کار کے کوئی نہیں جانتا ہے لہذا جو بھی کوئی چلہ کشی (اعتکاف نشینی) کی نکتہ چینی کرتا ہے گویا وہ کمالاتِ دین سے بی بہرہ ہے کیونکہ کمالاتِ دین حضرت شاہ ہمدانؒ کے طریقہ میں ہے۔ (باقی صفحہ ۸ پر)

نوربخشیات (گزشتہ سے پیوستہ)

تعارفِ صُوفیہ نوربخشیہ

مولانا شکور علی انور فاضل عربی

صوفیہ نوربخشیہ اور حکمِ جہاد:

جہاد تمام اسلامی اعمال اور عبادات میں اعلیٰ عبادت اور شعار ہے۔ اس سے اسلامی حدود و قیود اور شرعی اور جغرافیائی سرحدوں کا تحفظ ہی نہیں بلکہ اسلام کی اشاعت و تبلیغ بھی مقصود ہوتی ہے۔ دینِ اسلام اگرچہ امن اور سلامتی کا حامی اور داعی ہے لیکن جب دشمنانِ اسلام اپنی عداوت اور استحصال کا بازار گرم کرنا شروع کرتے ہیں تو جنگ وجدل کے ذریعے دفاع اور فتوحات کی خاطر سعی وجہد کا حکم بھی لازم آتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں حکم باری یوں ہے کہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے جان ومال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اللہ کے ہاں ان کا بڑا رتبہ ہے اور وہی لوگ کامیابی پانے والے ہیں۔ ان کا رب ان کو اپنی رحمت اور اپنی رضا کی اور ان باغوں کی خوشخبری سناتا ہے، جن میں دائمی نعمت ہے۔ ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ یقیناً اللہ کے ہاں بڑا ثواب ہے۔ (سورۂ توبہ آیت ۲۲)

قرآن وسنت میں جہاد کے متعلق بڑی تفصیل سے آیات واحادیث ملتی ہیں لیکن قرآن وسنت کی روشنی میں صوفیہ نوربخشیہ کے عقیدۂ جہاد کی وضاحت کریں گے جو دیگر مذاہب اسلام کے حدود وقواعد سے ممتاز اور اعدل تعلیمات پر مبنی ہے۔

جہاد کی فضیلت واہمیت میں کوئی ابہام نہیں ہے لیکن فی نفسہٖ جنگ وجدل دراصل ایک وحشیانہ اور سفاکانہ فعل ہے جس میں ظلم، دہشت، قساوتِ قلبی، سفاکی، بے دردی اور وحشیانہ عمل کا مظاہرہ کیا جاتا ہے اور جواز کے سائے میں غم وغصہ کے اظہار، مخالف کے ساتھ درندگی اور غارت گری کو شجاعت و بہادری کی صفات سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ جنگ وجدل اگر قیودِ شرعی سے متجاوز ہو تو صوفیانہ خلق کے خلاف ہے لیکن جہاں تک جہادِ شرعی کا تعلق ہے وہ احکام الٰہی میں شامل ہے اور صوفیاء کرام اس حکمِ الٰہی کو ملحوظ رکھنے کے پابند ہیں تاہم اس ضمن میں اصولوں اور قوانین کی پابندی کو ضروری سمجھتے ہیں۔

اسلام سے پہلے جنگ وحشت اور بربریت کا دوسرا نام تھا۔ اسلام نے اعدل اور احوط طریقے سے ایک فارمولا وضع کیا اور اصول وقواعد بتائے اور جنگ وجدل جیسے بظاہر ناپسندیدہ عمل کو جہاد جیسی اعلیٰ ترین عبادت میں تبدیل کر دیا۔

حضرت شاہ سید محمد نوربخش "الفقہ الاحوط" کے باب الجہاد کا آغاز مندرجہ ذیل ارشاداتِ ربانی سے فرماتے ہیں۔

یا ایھا النبی جاھد الکفار و المنافقین و اغلظ علیھم و مأواھم جھنم و بئس المصیر ط

"اے نبی کافروں اور منافقوں کے خلاف جہاد کرو اور ان کے خلاف سخت رویہ اختیار کرو۔ ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور دوزخ تو بڑا برا ٹھکانہ ہے۔"

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین

"جو لوگ ہماری رضاجوئی کی خاطر جہاد کرتے ہیں ہم ان کو ضرور

اپنی راہوں پر لگا دیتے ہیں۔ اس میں شک نہیں اللہ پاک نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔"

ومن جاھد فانما یجاھد لنفسہ ان اللہ لغنی عن العالمین

"اور جس نے جہاد کیا گویا اس نے اپنے نفس کے لیے جہاد کیا۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے غنی ہے۔"

الذین امنوا و ھاجروا و جاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم و انفسھم اعظم درجۃ عنداللہ و اولئک ھم الفائزون

ترجمہ تقدیم کیا جا چکا ہے۔

قرآن پاک میں جہاد کی ذیل اس قسم کی آیات دیگر عبادتوں کی نسبت زیادہ ہیں لیکن اس حقیقت کے باوجود جہاد کا عمل فرض کفایہ ہے۔

اقسامِ جہاد:

الفقہ الاحوط میں حضرت شاہ سید محمد نور بخش" اقسامِ جہاد کی یوں درجہ بندی فرماتے ہیں۔

۱) جہادِ اکبر یعنی بڑا جہاد

۲) جہادِ اصغر یعنی چھوٹا جہاد

اس کی دلیل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ خیبر سے واپسی کے موقع پر ارشاد فرمایا۔

رجعنا من الجھاد الاصغر الی جھاد الاکبر

"اب ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹ آئے۔"

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بڑا جہاد کیا ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا نفس سے جہاد کرنا بڑا جہاد ہے۔ (پھر فرمایا) اعدا عدوک نفسک التی بین جنبیک تیرا سب سے خطرناک دشمن تیرا وہ نفس امارہ ہے جو تیری پسلیوں کے درمیان پوشیدہ ہے۔

(الفقہ الاحوط باب الجہاد)

چنانچہ نفس امارہ سے جنگ کرنے کو مجاہدہ و ریاضت کہتے ہیں اور اعداء اسلام کے ساتھ جنگ کرنے کو جہاد اور غزا کہتے ہیں۔ یوں یہ دونوں مسلمان مردوں کے حق میں واجب ہونا ثابت ہے۔ اس اعتبار سے مسلک صوفیہ نوربخشیہ کا نظریہ ایک ممتاز اور افتخاری نظریہ ہے جو جہاد کے اعلیٰ اور ارفع مقاصد کی طرف صحیح دلالت کرتا ہے۔

من فقیر طی نیازم مشربم این است وبس

مردوں کا فن:

حضرت شاہ سید محمد نور بخش" جو تمام علوم و فنونِ حرب سے خود آگاہ ہیں فرماتے ہیں۔

جہادِ اصغر اور جہادِ اکبر دونوں مردوں کا ہی خاصہ ہے اور مردوں ہی کا فن ہے۔ بڑا جہاد باطنی احوال کے حامل لوگوں کا فن ہے اور چھوٹا جہاد ظاہری احوال کے حامل لوگوں کا فن ہے۔ جو مرد احوال ظاہر و باطن دونوں کا حامل ہو تو یہ دونوں جہاد اس کے حق میں فن ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔

ان لی حرفتین من احبھما فقد حبنی و من ابغضھما فقد ابغضنی الفقر و الجھاد

"تحقیق میرے لیے دو فن ہیں جو ان دونوں سے محبت کرے تو گویا اس نے میرے ساتھ محبت رکھی اور جو ان دونوں سے عداوت رکھے گویا اس نے میرے ساتھ عداوت رکھی ایک فن فقر حقیقی ہے اور دوسرا فن جہاد ہے۔ (یعنی جہادِ اکبر اور جہادِ اصغر)

(جاری ہے)

نور بخشیات

محسنینِ نوربخشیہ

غلام حسن نوربخش ایم۔ اے

کاچو حسن خان المعروف کاچو خانپہ

کاچو حسن خان المعروف کاچو خانپہ خپلو کے راجہ خاندان کی ایک شاخ کے چشم وچراغ تھے۔ شاہی خاندان سے تعلق کی وجہ سے علاقے کے رئیس بھی تھے۔ ساتھ ہی انہوں نے جدید تعلیم بھی پائی تھی اور اسی تعلیم کے بل بوتے پر وہ ڈوگروں کے ملازم ہو گئے تھے اور ترقی کرتے کرتے قانون گو کے عہدے تک پہنچ گئے تھے جو کسی بھی بلتی فرد کے لیے بہت بڑا اعزاز اور قابل فخر کارنامہ تھا کیونکہ اس زمانے میں ایک تو یہ بہت بڑا عہدہ تھا اور اس کے وسیع اختیارات تھے اور ڈوگرہ سرکار کے حلقوں میں اسے بڑا رسوخ حاصل تھا، دوم اس عہدے کے لیے افراد جموں اور سیالکوٹ سے تعینات ہو کر آتے تھے۔ خان صاحب پہلے مقامی تھے جو اس عہدے پر فائز ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ سرکار جموں کے ایک اہم عہدیدار کی حیثیت سے مقامی حکمران اور دوسرے بااثر طبقے ان سے دبتے تھے۔ خپلو کا حکمران راجہ ناصر علی خان شیعہ ہو گیا تھا اور خطرہ تھا کہ الناس علیٰ دین ملوکھم کے مصداق یہاں کے لوگ بھی بلتستان کی دوسری وادیوں کی طرح تبدیل مذہب کر جاتے۔ اس نازک وقت میں خان صاحب موصوف کے رعب و دبدبہ اور دینی حمیت اور غیرت نے بہت بڑا کام کیا۔ وہ تبدیلی مذہب کی راہ میں سدِ راہ بن گئے اور نوربخشیوں کو ان کی وجہ سے بہت بڑا سہارا ملا۔

خان صاحب چونکہ پڑھے لکھے آدمی تھے اور سرکاری ملازم تھے اس لیے انہیں اپنے سرکاری فرائض کی ادائیگی کے سلسلے میں جموں اور کشمیر جانا پڑا ڈوگرہ ریاست کے مختلف علاقوں میں ڈیوٹی دینے کا موقع ملا تھا اس طرح انہیں جدید علوم اور دینی معارف کی اہمیت و افادیت اور ضرورت کا احساس ہوا تھا چنانچہ انہوں نے پوری قوم کو اس جانب متوجہ کیا۔ انہوں نے ایک تعلیمی ادارہ قائم کیا اور اس کے لیے اپنی زمین مفت فراہم کی اور اپنے خرچ پر تعمیرات کا کام مکمل کیا۔ جس کے لیے سرکار جموں سے سکول کی منظوری حاصل کی اور اپنے خرچ پر دینی تعلیم کے لیے ایک استاد کی تقرری کی۔ اس طرح انہیں بلتستان کا سرسید قرار دیا جا سکتا ہے۔ ان کے قائم کردہ تعلیمی ادارے سے فیضیاب ہونے مختلف عہدوں پر فائز ہوئے۔ بعض ریٹائر ہو چکے ہیں اور بعض اب بھی ملازمت کر رہے ہیں۔ خان صاحب اپنے تعلیمی ادارے اور دوسری جائیداد انجمن نوربخشیہ کو وقف کر دی تھی۔ ان کے قائم کردہ سکول کی اب تعمیر نو ہو چکی ہے جہاں اب الحمد ان پبلک سکول کے نام سے ایک سکول چل رہا ہے اور بعد از دوپہر مدرسہ سلطانیہ کے نام سے دینی مدرسہ چلتا ہے جس میں تقریباً ۸۰ بچے اور بچیاں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

تقسیم کے وقت منصوری سے پاکستان ہجرت کر کے آنے والے نوربخشی بزرگوں کے مطابق کاچو خانپہ نے منصوری میں بھی احیائے علم کی تحریک چلائی تھی۔ انہوں نے منصوری

میں ایک نوربخشی سکول قائم کیا جس میں دینی تعلیم کے علاوہ جدید تعلیم کا بھی بندوبست تھا۔

کاچو خاپہ مرحوم نے اس کے علاوہ 'ابتدائی قاعدہ' کے نام سے نوربخشی بچوں کے لیے ایک ابتدائی قرآنی قاعدہ تیار کر کے شائع کیا۔ یہ اولین قاعدہ ہے جو نوربخشی بچوں کی مذہبی ضروریات کو مدنظر رکھ کر تیار کیا گیا اور اب تک جتنے قاعدے شائع ہوئے یا ہو رہے ہیں وہ سب بالواسطہ یا بلاواسطہ اسی قاعدے کی نقل ہیں۔

کاچو خاپہ صاحب نے بلتستان میں جگہ جگہ مساجد بھی بنائیں جن میں سے اکثر آباد یا ویران آج بھی موجود ہیں۔

کاچو صاحب مرحوم ملت نوربخشیہ کے ایک نہایت دردمند رئیس تھے۔ کہتے ہیں کہ ان کے عہد میں بھی نوربخشی علماء کے درمیان چھوٹے چھوٹے فروعی اختلافات ہوتے رہتے تھے۔ ان موقعوں پر وہ تمام نامور علماء کو اپنے گھر پر جمع کرتے اور اپنے روبرو افہام و تفہیم کے ذریعے اختلافات رفع کرتے تھے۔ ان موقعوں پر سید مختار حسین صاحب، سید بشارت علی صاحب، سید عون علی صاحب، مولوی محمد علی صاحب ذوغنی، مولانا محمد ابراہیم صاحب چھچن، سید علی شاہ صاحب فرواوا، اخوند علی صاحب غربوچنگ، سید شاہ عباس صاحب غورسے، سید جمال الدین صاحب سینو، سید قاسم شاہ صاحب کھرکو، اور سید نجم الدین صاحب کھرکو جیسے علماء کا اجتماع ہوتا تھا۔

سید قاسم شاہ صاحب کھرکوہ

سید قاسم شاہ کھرکو کی گنگلو میں پیدا ہوئے اور آپ نے ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی پھر مزید تعلیم بلغار اور شیگر سے حاصل کی۔ آپ سادات کی اس شاخ کے قابل فخر سپوت تھے جو سید معزالدین سے چلی۔ آپ کریس سے کھرکو منتقل ہوئے تھے۔ آپ کی اولاد اس وقت ہندوستان میں چکروت، بغدانگ، کرگل اور پاکستان میں کراچی، راولپنڈی، واہ کینٹ اور اسلام آباد میں موجود ہے۔ آپ نے ایک بھرپور زندگی گزارنے کے بعد ۱۹۷۷ء میں کھرکو میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔

سید صاحب کے پاس ایک بڑا کتابخانہ تھا جو اب مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے۔ ان کی تصانیف سے پتہ چلتا ہے کہ وہ متوسط درجے کے عالم دین تھے۔ انہوں نے کتاب نوربخشیہ، کتاب الاعتقادیہ اور تحفۂ قاسمی جیسی کتابیں شائع کیں۔ کتاب الاعتقادیہ کو عربی متن اور فارسی ترجمہ کے ساتھ شائع کیا۔ اسی طرح میر سید علی ہمدانی ؒ کے رسالہ 'اورادیہ' کا عربی متن اور فارسی ترجمہ شائع کیا۔ تحفۂ قاسمی سید صاحب کے فتاوی بشکل مضامین کا مجموعہ ہے جس میں ان کے زمانے میں نوربخشیوں کو درپیش اعتقادی مسائل کا حل پیش کیا گیا ہے۔ کتاب نوربخشیہ میں بھی انہی مسائل پر اظہار خیال کیا گیا ہے مگر سید صاحب نے اس کا مصنف سید محمد نوربخشی باکوری ۸۲۶ھ لکھ کر ان کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ اس کتاب میں تفسیر مزرعۃ الاولیاء کے نام سے سورہ فاتحہ کی ابتدائی تفسیر دی ہے اور اسے بھی نوربخش کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ اس میں عترۃ الطاہرہ فی مصائب آل عبا کے نام سے ایک رسالہ ہے یہ بھی سید صاحب کی تصنیف ہے اور اسے بھی نوربخش کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں مصالح الاسلام کے نام سے عربی میں ایک مختصر فقہی رسالہ کو سید قاسم شاہ فیض بخش کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

مختلف عمر رسیدہ افراد سے انٹرویو اور ان کی کتابوں کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ سید صاحب کو سلسلۂ نوربخشیہ سے والہانہ عقیدت تھی ....

(باقی صفحہ ...۶... پر)

فکر و نظر

نسخہ حکیمِ مطلق

مولانا محمد محسن اشراقی

حکیم مطلق جل جلالہ کا ارشاد ہے۔

و نزل من القرآن ما هو شفاء

"اور ہم اتارتے ہیں قرآن میں سے جو مؤمنین کے لیے شفا ہے۔"

حکیم مطلق نے اہلِ ایمان کے تمام انفرادی اور اجتماعی امراض کے لیے نسخۂ شفا یعنی قرآن مجید میں ضروری ہدایات دے دی ہیں۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ اگرچہ انفرادی امراض کے علاج کے لیے تو کبھی کبھی لوگ ان شفا بخش نسخوں کو کام میں لاتے ہیں لیکن امت کے اجتماعی امراض کے علاج کے لیے حکیم مطلق کے نسخوں کی جانب رجوع کرنے کا بالکل رجحان نہیں ہے۔ ان امراض میں سے ایک نہایت موذی اور متعدی مرض فرقہ واریت ہے جس کے باعث مساجد و عیدگاہیں جو امن و سکون کے مراکز ہوا کرتی ہیں اب قربان گاہیں بن چکی ہیں۔ بے گناہ انسانوں کو خون کے تالابوں میں غوطہ ور کرنے کا کام عبادت سمجھ کر کیا جاتا ہے۔ اور یہی سب سے بڑی آفت اور مصیبت ہے کہ جو لوگ اس متعدی بیماری میں سب سے زیادہ مبتلا ہیں وہ خود کو صحت مند سمجھتے ہیں اور اپنی بیماری کا شعور ہی نہیں رکھتے کہ اس کے علاج کی فکر کریں۔

اگر ان مریضوں کو اپنے مرض سے آگاہی حاصل ہو تو وہ حکیم مطلق کے مندرجہ ذیل نسخہ ہائے شفا کی طرف رجوع کریں۔

۱﴾ واعتصموا بحبل الله جميعاً ولا تفرقوا (آل عمران ۱۰۳)

"اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور تفرقے میں نہ پڑو۔"

۲﴾ انما المؤمنون اخوة (الحجرات)

"بے شک تمام اہلِ ایمان بھائی ہیں۔"

۳﴾ يا ايها الذين آمنوا اذا ضربتم في سبيل الله فتبينوا ولا تقولوا لمن القىٰ اليكم السلم لست مؤمناً تبتغون عرض الحيوة الدنيا فعندالله مغانم كثيرة ط كذٰلك كنتم من قبل فمنّ الله عليكم فتبينوا ط انّ الله كا بما تعملون خبير O (النساء ۹٤)

"اے ایمان والو جب تم اللہ کی راہ میں سفر کرو تو تحقیق کر لیا کرو اور جو شخص تم کو سلام علیک کرے (یعنی اپنے اسلام کو ظاہر کرے) کہ تم مسلمان نہیں۔ تم دنیاوی زندگی کے اسباب چاہتے ہو سو اللہ کے ہاں بہت سی غنیمتیں ہیں۔ تم بھی اس سے پہلے ایسے ہی تھے (یعنی مسلمان نہیں تھے) پھر اللہ نے تم پر فضل کیا (اور اسلام کی نعمت سے نوازا) لہٰذا اب تحقیق کر لیا کرو۔ بے شک اللہ تمہارے کاموں سے باخبر ہے۔"

٤﴾ ويؤثرون على انفسهم ولو كان بهم خصاصة (حشر ۹)

"اور (انصار) مقدم رکھتے ہیں ان (مہاجرین) کو اپنی جان سے اور اگرچہ انہیں فاقہ کیوں نہ پڑے۔"

۵﴾ محمد رسول اللہ ط والذین معہ' اشداء علی الکفار رحماء بینھم (الفتح ۲۹)

"محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر توزور آور اور سخت ہیں لیکن آپس میں انتہائی رحم دل ہیں۔"

۶﴾ ولا تکونوا کالذین تفرقوا و اختلفوا من بعد ما جاء ھم البینت و اولئک لھم عذاب" عظیم O (آل عمران ۱۰۵)

"اور ان لوگوں کی طرح مت ہو جاؤ جو متفرق ہو گئے ہیں اور اختلاف کرنے لگے بعد اس کے کہ ان کے ہاں صاف حکم پہنچ چکا تھا اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔"

حکیم مطلق کے یہ نسخے اتنے عام فہم ہیں کہ ان کی تشریح و توضیح کی بھی ضرورت نہیں ہے محض انہیں سامان شفا بنانے کی رضا اور طلب کی ضرورت ہے۔

اب آیئے دیکھیں کہ مرض کی شدت اور نوعیت کیا ہے۔

حقیقتِ اختلاف:

دین اسلام کا ادنیٰ طالب علم ہونے کی حیثیت سے یہ بندہ اعتماد کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ ملت اسلامیہ کے فرقوں کے درمیان کم سے کم اسی فیصد مسائل تو بالکل اتفاقی ہیں اور یہ وہ مسائل ہیں جو کلیدی حیثیت رکھتے ہیں جبکہ دس فیصد مسائل ایسے ہیں جن میں فرقہ ہائے اسلام کے درمیان جزوی اختلافات ہیں مگر ان میں سے بھی اکثریت کی حیثیت ثانوی اور اضافی ہے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ نوے فیصد متفقہ امور کو بالائے طاق رکھتے ہوئے دس فیصد اختلافی امور کو اس شدومد کے ساتھ اچھالا جائے کہ قتل وغارت گری تک کی نوبت آجائے۔

اجتہادی خطا:

بندہ ناچیز یہ بات دعویٰ سے کہہ سکتا ہے کہ امت اسلامیہ کے درمیان خواہ وہ ایک ہی فرقہ کے مختلف علماء ہوں یا مختلف فرقے ہوں جتنے بھی اعتقادی اور فقہی اختلافات ہیں وہ سب اجتہادی ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ تمام مذاہب اسلامی میں اجتہادی خطا معاف ہے۔ یعنی اگر کوئی فقیہ اپنی تمام علمی صلاحیتوں کو بروئے کار لائے اور کسی مسئلہ کا کھوج لگانے کے لیے جتنے بھی منابع کی طرف رجوع ضروری ہو ان سب کی تحقیق میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہونے دے تو اس کے بعد وہ جو فتویٰ صادر کرے وہ ملت اسلامیہ کے عوام الناس کے لیے جائز العمل سمجھا جاتا ہے اور اس بات میں یہ کہا جاتا ہے کہ

للمصیب اجران و اللمخطی اجر" واحد"

اس صائب نظریہ کے حامل تمام علماء اسلام سے میرا سوال یہ ہے کہ کیا یہ جو اجتہادی خطا کو قابل معافی سمجھنے کا طریق ہے یہ کسی خاص فرقے کے ساتھ مخصوص ہے یا تمام فرقوں کے مجتہدین پر بھی اسی قاعدے کلیے کا اطلاق ہوتا ہے؟ اگر ایک فرقے کے مجتہد کی اجتہادی خطا قابل معافی ہے تو دوسرے فرقے کے مجتہد کی خطاء قابل معافی کیوں ہے؟ جزوی اختلافات تو اسلام کے ہر فرقے کے اپنے علماء کے درمیان بھی پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ اہل سنت والجماعت کے چار مشہور فرقے اسی اجتہادی اصول کی بنا پر ایک دوسرے کو برحق سمجھتے ہیں تو کیا یہی حکم ملت اسلامیہ کے دیگر فرقوں کے بارے میں بھی جاری نہیں کیا جاسکتا؟

دورِ حاضر میں تو اجتہادی مکاتب فکر کے فتاویٰ دراصل اجتہادی بنیاد پر صادر ہوتے ہیں بلکہ اہلِ حدیث کے فتاویٰ بھی درحقیقت اجتہادی ہیں کیونکہ بظاہر علمائے اہل حدیث

احادیث سے فتاوی اخذ کرتے ہیں لیکن یہ فتاوی بھی کہیں نہ کہیں اجتہادی پر جاکر ختم ہوتے ہیں کیونکہ علم حدیث کے مختلف اصول و قواعد و علم درجاو صحت و ضعف احادیث حتی لغت عرب بھی اجتہادی ہیں اسی بنا پر ایک راوی ایک محدث کے نزدیک ثقہ ہے تو دوسرے کے نزدیک ضعیف ثابت ہوتا ہے۔ اور چونکہ ہم معصوم عن الخطا نہیں ہیں اس لیے خطاء بھی ناگزیر ہے۔ اس اجتہادی خطا کو تمام فقہاو مجتہدین قابل معافی سمجھتے ہیں۔

بلحہ امت اسلامیہ کے بعض فرقے صدر اسلام میں اصحاب کبار کے مابین ہو چکنے والی ان غلطیوں کو بھی جن کے باعث ہزاروں جانیں ضائع ہوئیں خطاء اجتہادی قرار دیتے ہوئے ان سے صرف نظر کرتے ہیں اور ان کے لیے رحمت کی دعائیں مانگتے ہیں تو کیا دور حاضر کے مسلمان جو آنحضرت کے نورانی کلمات سے ہزاروں کوس دور ہیں قابلِ عفو نہیں ہیں؟

اگر ہم عفو و در گزر کی بجائے کفر و شرک کے فتوے صادر کرنے کی روش کو اپنائے رکھیں تو کل کو کفار اور مشرکین ممکن ہے خدا اور رسولؐ کے حضور ہماری شکایت کریں کہ اے خدائے پاک ہم تو اسلام اور ایمان کی طرف مائل تھے مگر جب ہم نے قبول اسلام کا ارادہ کیا تو ہمیں صرف ان فرقوں سے واسطہ پڑا جو ایک دوسرے پر کفر و الحاد کے فتوے صادر کرتے تھے۔ ہم نے کوئی فرقہ ایسا نہ دیکھا جس پر کفر و الحاد کا فتویٰ صادر نہ کیا جاتا ہو۔ ہم نے سوچا ہم تو یوں بھی کافر و ملحد مشہور ہیں اسلام لاکر بھی کافر و ملحد ہی ٹھہریں گے تو اس تبدیلیٔ دین و مذہب کا فائدہ معلوم۔

پس علمائے اسلام کو چاہیے کہ وہ اپنے گریبانوں میں جھانکیں اور خدا اور اس کے رسولؐ کے تجویز کردہ مجرب نسخوں سے اپنے بڑے بڑے موذی امراض کا علاج کریں جن میں فی زمانہ مہلک ترین مرض فرقہ پرستی ہے۔ ☆

بقیہ خطوط

اس عالم رنگ و بو میں ہر مکتب فکر کے علماء اپنے اپنے عقائد کی تبلیغ اور اشاعت کے لیے صفحۂ قرطاس کا سہارا لے کر خدمت دینی میں مصروف رہتے ہیں۔ اس ضمن میں ہمارے ہر دلعزیز مجلے نوائے صوفیہ نے بھی نور بخشی مسائل کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچا کر ملت نوربخشیہ پر بڑا احسان کیا ہے جسے آنے والے دور کا مؤرخ سنہری حروف سے لکھے گا۔ اس رسالے میں تمام مضامین معنی خیز ہیں نیز یہ رسالہ ملت نوربخشیہ کے جذبِ باہمی کا وسیلہ ثابت ہو رہا ہے۔ یہ بندہ بھی اس رسالے کا مستقل خریدار بننے کا شرف حاصل کرنا چاہتا ہے آئندہ سے رسالہ میرے نام جاری کریں۔

محمد شریف انقلابی کورووی
جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ نزد گلگت کریانہ سٹور
مدینہ مارکیٹ مظفر آباد آزاد کشمیر



اخوند علی شاہ ولد اخوند محمد چوہدری تایر ... نور اخلد



عبدالخالق ... عرب امارات

فقہی مسائل

آپ کے مسائل اور اُن کا حل

ابو العرفان علامہ محمد بشیر

اس عنوان کے تحت ادارے کو موصول ہونے والے اور اسلامی معاشرے میں مفید سے مفید تر اور ضروری نوعیت کے سوالات کے جوابات شائع کیے جاتے ہیں۔ اس شمارے کے لیے جن سوالات کا انتخاب کیا گیا ہے وہ کچھ یوں ہیں۔

سوالات

سوال نمبر ۱: غیر مسلم کا پیک کیا ہوا مچھلی کا ڈبہ بازار میں دستیاب ہے۔ کیا ہم مسلمان اسے کھا سکتے ہیں؟

سوال نمبر ۲: پیالے، پلیٹ، کٹورے، ڈونگے اور تھالی وغیرہ پر جانوروں اور انسانوں کی تصاویر منقش کی گئی ہوتی ہیں کیا ہم مسلمان ان کو چائے اور کھانے کے لیے استعمال کر سکتے ہیں؟

سوال نمبر ۳: کیا ہم نماز جمعہ کے سلام پھیرتے ہی فوراً بلا کسی وقفہ کے نماز عصر باجماعت ادا کر سکتے ہیں؟

(سائل اخوند علی شاہ ولد اخوند محمد چوپر تاپور نوبرا لداخ)

جوابات

جواب نمبر ۱: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

مچھلی کی حلت کے لیے شرعاً کوئی ذبح والا حکم نہیں ہے بلکہ مچھلی کا زندہ پکڑ لینا کافی ہے۔ پانی میں مری ہوئی مچھلی حلال نہیں ہوتی۔ ہاں اگر مچھلی پانی کے اندر شکاری کی کارروائی کی نتیجے میں مر گئی ہو تو شکاری اسے کھا سکتا ہے۔ مچھیرا اگر غیر مسلم ہو تو اس کی پکڑی ہوئی مچھلی مسلم بھی کھا سکتا ہے لہٰذا غیر مسلم کا پیک کیا مچھلی کا ڈبہ مسلمان کھانے کے لیے خرید سکتے ہیں۔ اس قسم کے سوال کا جواب سابقہ شماروں میں آچکا ہے۔ تاہم سائل کی نظر سے وہ شمارہ نہیں گزرا تھا۔ بیرون ملک کے سائل کے ... دوبارہ شائع کیا گیا ہے تاکہ بیرون ملک ہر سائل کو مسئلے کا علم ہو جائے۔ سورۂ مائدہ میں ارشاد الٰہی واضح طور پر ... موجود ہے۔ یعنی و طعام الذین اوتوا الکتٰب حل لکم و طعامکم حل" لہم یعنی اہل کتاب کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لیے حلال ہے۔

جواب نمبر ۱: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

ہاں ایسے منقش پیالے وغیرہ کھانے پینے کے لیے استعمال کرنا شرعاً روا ہے۔ ہاں اگر جائے نماز پر ایسی تصاویر چھپی ہوئی ہوں تو ایسی تصاویر والی جائے نماز کا استعمال نماز کی ادائیگی کے لیے درست نہیں ہوگا کیونکہ اس سے بت پرستی کی مشابہت لازم آتی ہے۔ کھانا کھانے میں کسی قسم کی بت پرستی کی مشابہت لازم نہیں آتی ہے۔

جواب نمبر ۱: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

نماز جمعہ کے سلام پھیرتے ہی نماز عصر کا اول وقت شروع ہوتا ہو تو ایسا کرنا درست ہے۔ اگر نماز جمعہ کے سلام پھیرنے پر ابھی وقت عصر انتظار کا متقاضی ہو تو ایسا کرنا درست نہیں ہوگا۔ امید ہے سائلین ان جوابات سے مطمئن ہوں گے۔

اخبار التصوف

دنیائے تصوف کی خبریں

غلام حسین معروفی

ریاض میں اجلاس :

مورخہ ۲۳ فروری ۲۰۰۱ء کو ریاض میں مقیم نوربخشی حضرات کا ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت ڈاکٹر سلیم روزی صاحب نے کی۔ اجلاس میں کاچو ناصر علی خان کی وفات حسرت آیات پر نہایت رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ مرحوم راولپنڈی میں مقیم کمیونٹی کے لیے شجر سایہ دار کی حیثیت رکھتے تھے۔ ان کی رحلت کو ایک عظیم نقصان کے طور پر یاد کیا جائے گا۔

اجلاس میں ڈاکٹر غازی محمد نعیم کی پھوپھی صاحبہ اور مولانا غلام حسین نورانی اور ابراہیم ثنائی کے والد صاحب کے انتقال پُر ملال پر بھی تعزیتی قرارداد پیش کی گئی۔ اللہ کریم ان تمام مرحومین کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل دے۔ آمین۔

حاجی غلام نبی شاہین نمائندہ نوائے صوفیہ ریاض

انجمن صوفیہ نوربخشیہ کرگل کا اجلاس :

مورخہ ۱۴ جنوری ۲۰۰۱ء کو بروز اتوار انجمن صوفیہ نوربخشیہ کرگل کا اجلاس سید محمد شاہ صاحب کی زیر نگرانی منعقد ہوا۔ اس اجلاس کے آغاز میں انجمن کے نگران اعلیٰ نے اپنی تقریر میں اتحاد و اتفاق کی اہمیت پر زور دیا اور اہل مسلک پر زور دیا کہ وہ اپنے مسلک کے اصولوں کی سختی سے پاسداری کریں۔

انہوں نے ہدایت کی ۱۹ جنوری تک امبازی میں بچوں کو مذہبی درس و تدریس کے لیے بھیجنے کا بندوبست کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ کتابوں کی اشاعت کے لیے ایک چار رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جو ماسٹر غلام حسن میر صاحب ٹھنگام، ماسٹر اکبر علی صاحب شمشاہ، ماسٹر صادق صاحب کھر بوہ اور ماسٹر جعفر صاحب مراد باغ پر مشتمل ہے۔

اس کے بعد غلام حسن میر صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے اپنے تعاون کا یقین دلایا اور عوام سے بھی بھرپور تعاون کی اپیل کی۔ بعد ازاں جنرل سکریٹری صاحب نے تمام اراکین و مندوبین کا شکریہ ادا کیا۔

سید محمد شاہ الموسوی
نگران اعلیٰ انجمن صوفیہ نوربخشیہ ٹھنگام

جلسہ عید غدیر :

۱۳ مارچ ۲۰۰۱ء کو بروز منگل صوفیہ نوربخشیہ خپلو ہاؤس میں جلسہ یوم عید غدیر منعقد کیا جس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور پنجتن پاک کی شان میں نذرانہ ہائے عقیدت پیش کیے گے۔

شکور علی خان خپلوی کراچی

کھر کو میں تعزیتی اجلاس :

۲۶ مارچ کو تنظیم نوجوانان فلاح و بہبود مند یک کا ایک تعزیتی اجلاس محمد ابراہیم کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں پیش امام مسجد صوفیہ نوربخشیہ جناب اخون محمد تقی کی وفات پر گہرے دکھ کا اظہار کیا گیا۔

فدا حسین جنرل سکریٹری کھر کو مند یک

مظفر آباد میں یومِ عاشور :

دس محرم الحرام کو آزاد کشمیر یونیورسٹی کیمپس میں شاہ ہمدان سٹوڈنٹس فیڈریشن کے زیر اہتمام مجلس عاشورہ نہایت عقیدت واحترام سے منائی گئی جس میں قرآن خوانی کے بعد چیف آرگنائزر محمد ابراہیم صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ محرم الحرام لہو کی تلوار پر فتح کا مہینہ ہے جب کلمہ حق کے مقابل کھڑی ہونے والی طاغوتی طاقتوں کی شکست کی دستاویز لکھ دی گئی ۔یہ مجلس دعائیہ کلمات اور اسلامی نعروں کی گونج میں ختم ہوئی۔

محمد افضل گلزار سکریٹری نشرواشاعت

ایس کے ایف کی نئی کابینہ کا انتخاب :

آزاد کشمیر یونیورسٹی میں شاہ ہمدان سٹوڈنٹس فیڈریشن کی نئی کابینہ کا انتخاب عمل میں لایا گیا جس کے عہدیداروں کے نام درج ذیل ہیں :

محمد ابراہیم (چیف آرگنائزر)

اشرف حسین (ڈپٹی چیف آرگنائزر)

سید منظور حسین کاظمی (صدر)

خادم حسین (نائب صدر)

غلام رضا (جنرل سکریٹری)

ریاض الحسن (جوائنٹ سکریٹری)

فدا حسین (فنانس سکریٹری)

محمد افضل گلزار (سکریٹری نشرواشاعت)

تعزیتی اجلاس :

مؤرخہ ۲۸ مارچ ۲۰۰۱ء کو جامع مسجد شاہ ہمدان کراچی میں ایک تعزیتی اجلاس جناب اخوند غلام حسن صاحب پیش امام جامع مسجد منگھوپیر منعقد ہوا جس میں احمد علی مرحوم کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا اور مرحوم کی مغفرت کے لیے فاتحہ خوانی کی گئی۔

نمائندہ نوائے صوفیہ کراچی

بس کا المناک حادثہ :

۲۹ جنوری ۲۰۰۱ء کو تھگام سروس بس کرگل سے تھگام جاتی ہوئی شام چار بجے کے قریب جے اینڈ کے آر ٹی سی بس کا کسر پل سے اوپر حادثے کا شکار ہوئی جس کے نتیجے میں گیارہ مسافر جاں بحق ہوئے۔ان میں مذہب صوفیہ نوربخشیہ سے تعلق رکھنے والے درج ذیل مسافر شامل تھے۔

۱۔ عبدالرحمن ولد علی رضا ساکن تھگام

۲۔ عبدالوہاب ساکن شمشاہ

۳۔ سکینہ زوجہ عبدالوہاب ساکن شمشاہ

۴۔ محمد اشرف ولد محمد اقبال ساکن شمشاہ

۵۔ محمد اسحاق ولد محمد ساکن کھربوہ

۶۔ اخوند شکور ساکن کھربوہ

۷۔ عبدالکریم ساکن کھربوہ

اس کے علاوہ مذہب حقہ سے تعلق رکھنے والے بہت سے لوگ زخمی بھی ہوئے۔ مرحومین کے ایصال ثواب کے لیے جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ ٹھنگام میں ۴ فروری کو فاتحہ خوانی کی گئی جس میں زخمیوں کی صحت یابی کے لیے خصوصی دعا بھی کی گئی۔

غلام حسین ٹھنگام ضلع کرگل

این وائی ایف گانچھے کا اجلاس :

گزشتہ دنوں نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن ضلع گانچھے کی کونسل آف گائیڈنس کا ایک اجلاس ہوا جس کی صدارت تنظیم کے صدر جناب محمد یعقوب نے کی۔ اجلاس میں این وائی ایف ضلع گانچھے کے چیف آرگنائزر ینگو غلام مہدی صاحب کے والد محترم، جنرل سکریٹری انجمن صوفیہ نوربخشیہ بلتستان حاجی ماسٹر محمد حسن صاحب کی ہمشیرہ اور این وائی ایف کے سرگرم کارکن احمد علی صاحب کی المناک موت پر دلی رنج و غم کا اظہار کیا گیا اور مرحومین کے ایصال ثواب کے لیے فاتحہ خوانی کی گئی۔

غلام نبی سکریٹری نشرواشاعت

تنظیم نو :

اکبر آباد سٹوڈنٹس فیڈریشن کراچی کا ایک اجلاس شیگری ہاؤس کورنگی کراچی میں منعقد ہوا جس کی صدارت شیر محمد آبادی نے کی۔ اس اجلاس میں متفقہ طور پر ایک نئی تنظیم عمل میں لائی گئی جس کا نام تنظیم نوجوانان صوفیہ نوربخشیہ اکبر آباد رکھا گیا۔ اس تنظیم کا مقصد دین کے فروغ اور مدرسہ امیر کبیر کی آبادی کے لیے مربوط کوشش کرنا ہے۔ تنظیم کے عہدیداروں میں محمد اسحاق شیگری، محمد سکندر حیات، شیر محمد آبادی، احسان دانش اور اصغر علی بسمل شامل ہیں۔ محمد اسحاق شیگری نے نومنتخب کابینہ سے حلف لیا اور دعائیہ کلمات کے ساتھ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

اصغر علی بسمل شیگری

اسلام آباد میں عاشورہ محرم :

ملک بھر میں عاشورہ محرم الحرام مذہبی عقیدت و احترام سے منایا گیا۔ اس موقع پر حکومت پاکستان نے امن وامان قائم رکھنے کے خصوصی انتظامات کر رکھے تھے۔ جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد میں عاشورہ محرم کے موقع پر علامہ محمد بشیر صاحب اور خپلو کے معروف عالم دین اخوند محمد ابراہیم خپلوی نے خطاب کرتے ہوئے فلسفہ شہادت امام حسینؑ پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اہل بیت مصطفیؐ کے ساتھ انسانی تاریخ کی بدترین سفاکی ہوئی۔ یہ دراصل اسلام کو بدنام کرنے کی ایک سازش تھی۔ تاہم امام حسینؑ اور آپ کے ساتھیوں نے کلمہ لاالہ الااللہ کی آبیاری کرتے ہوئے ظلم وناانصافی سے پاک معاشرے کی بنیاد رکھی اور دنیا کو باور کرایا کہ ابدی فتح کثرت افواج اور ظلم و بربریت سے نہیں بلکہ حق وصداقت کے اصولوں سے وابستگی سے حاصل ہوتی ہے۔

انجمن فلاح وبہبود نوربخشیہ علی پور :

اسلام آباد کے دیہی علاقہ علی پور فراش میں کثیر تعداد میں اہل نوربخشیہ بستے ہیں۔ گزشتہ چند سالوں سے یہاں نوربخشی آبادی میں بہت تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔

علی پور کے علاقے میں حوالدار ابراہیم صاحب اور سجاد حسین صاحب کی کوششوں سے اہل نوربخشیہ کی ایک تعداد آبادی ہو گئی ۔ان کی کوششوں سے نوربخشی مسجد کی لیے قطعۂ اراضی بھی مختص کر لی گئی ہے جہاں وقت آنے پر انشاءاللہ مسجد تعمیر کی جائے گی۔

مورخہ ۱۵ اپریل کو اس علاقہ میں مقیم نوربخشی معززین کا ایک اجلاس ہوا جس میں مندرجہ ذیل امور زیر غور آئے۔

۱۔ علی پور فراش اسلام آباد میں نوربخشی انجمن کا قیام

۲۔ نوربخشی نونہالوں کے لیے درس و تدریس کا انتظام

۳۔ قبرستان کے لیے قطعہ اراضی کا انتظام

۴۔ مسجد کی تعمیر کا پروگرام

ان امور کی انجام دہی کے لیے ایک انجمن قائم کی گئی ، جس کے عہدیدار یہ ہیں۔

حوالدار محمد ابراہیم (صدر) ایم ابراہیم (نائب صدر) سجاد حسین (جنرل سکریٹری) محمد علی (جوائنٹ سکریٹری) محمد اشرف (نائب جنرل سکریٹری) غلام حسین (نائب جوائنٹ سکریٹری) محمد (خزانچی) محمد انور (سکریٹری اطلاعات)

سجاد حسین جنرل سکریٹری

مدرسہ المعصومین تھلے کا اجلاس :

۱۵ اپریل کو مدرسہ المعصومین بردوس تھلے کی تعمیراتی کمیٹی کا اجلاس زیر صدارت محمد کاظم منعقد ہوا جس میں مدرسہ کی تعمیر، تعلیم و تدریس کے انتظامات اور انجمن کے حساب کتاب کے امور زیر غور آئے۔ اس موقع پر انجمن کی کابینہ کا چناؤ بھی عمل میں آیا۔ کابینہ نے چندہ کی مہم کو تیز تر کرنے کا فیصلہ کیا۔ جن جوانوں نے چندہ کا اعلان کر رکھا ہے وہ درج ذیل اکاؤنٹ میں چندہ جمع کرائیں۔

اکاؤنٹ نمبر 29908-5 نیشنل بینک میلوڈی اسلام آباد

اظہارِ تشکر :

تنظیم سلترو سیاچن کراچی یونٹ کے فنانس سکریٹری نثار حسین پینٹر نے سلترو سیاچن کے عوام کی طرف سے تنظیم سلترو سیاچن کراچی یونٹ کو مالی امداد دینے پر سلترو کے باشعور عوام کا شکریہ ادا کیا ہے۔

نونہالانِ قوم کے کارنامے



[illegible] سرٹیفکیٹ حاصل کیا۔

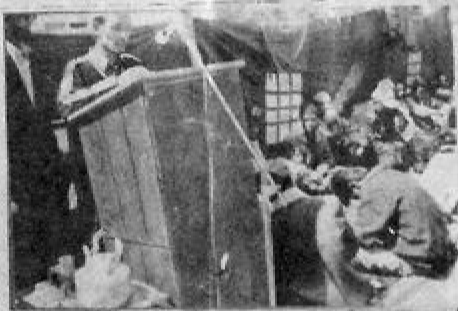


عرفان علی جنھوں نے جونیئر ماڈل سکول آئی ایٹ اسلام آباد کے جماعت چہارم کے امتحان میں اپنی کلاس میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔

انجمن صوفیہ نوربخشیہ ٹھسگام دراس کرگل کا تصویری خبرنامہ



۱۰ ستمبر ۲۰۰۰ء کو انجمن صوفیہ نوربخشیہ ٹھسگام کرگل دراس کے سالانہ اجلاس کے موقع پر جناب سید باقر شاہ الموسوی حاضرین سے خطاب کر رہے ہیں۔



انجمن صوفیہ نوربخشیہ ٹھسگام دراس کرگل کے سالانہ اجلاس کے موقع پر صدر انجمن سید قاسم شاہ الموسوی شرکاء سے خطاب کر رہے ہیں۔



انجمن صوفیہ نوربخشیہ ٹھسگام دراس کرگل کے سالانہ اجلاس میں مولوی صاحب پر تاپور سامعین کو اپنے خیالات سے نواز رہے ہیں۔



۱۰ ستمبر ۲۰۰۰ء کو انجمن صوفیہ نوربخشیہ تنظیم کرگل دراس کے سالانہ اجلاس کے موقع پر غلام محمد صوفی بلانگ شرکاء سے خطاب کر رہے ہیں۔



انجمن صوفیہ نوربخشیہ تنظیم کرگل دراس کے سالانہ اجلاس کے موقع پر انجمن کے نگران اعلیٰ جناب غلام محمد چنپا اجلاس سے خطاب کر رہے ہیں۔



۱۰ [redacted] انجمن صوفیہ نوربخشیہ تنظیم کرگل ضلع دراس کے سالانہ اجلاس میں شریک ہونے والے مندوبین کی ایک یادگار تصویر



انجمن صوفیہ نوربخشیہ طشگام کرگل دراس کے سالانہ اجلاس کے موقع پر انجمن ہذا کی انتظامیہ کمیٹی کے ارکان جلسے کے انتظام میں مصروف ہیں۔



۱۰ اپریل ۲۰۰۰ء کو منعقدہ انجمن صوفیہ نوربخشیہ طشگام کرگل ضلع دراس کے سالانہ اجلاس کے دوران خطاب سننے میں محو شرکاء کی ایک یادگار تصویر



انجمن صوفیہ نوربخشیہ طشگام کرگل ضلع دراس کے سالانہ اجلاس کے موقع پر شرکائے اجلاس مقررین کی تقریر کو ہمہ تن گوش ہو کر سن رہے ہیں۔

احمد علی شاہین کی یاد میں

حمید جوہر

بولتے ہنستے وہ یوں چپ ہو گیا
اس کی چپ پر اک زمانہ رو گیا
جاگتا تھا وہ ابھی، کیا سو گیا؟
دوستو کیا سو گیا احمد علی؟

موت نے تیری دیا ہم کو جو غم
وہ قیامت سے نہیں اے دوست کم
ہے ترے سب دوستوں کی آنکھ نم
آہ یہ کیا ہو گیا احمد علی؟

آہ وہ مردِ مجاہد سرفروش
خدمتِ دینِ خدا میں سخت کوش
ہو گیا جا کر لحد میں خاک پوش
کیوں اچانک کھو گیا احمد علی؟

حق تری منزل کرے رضواں کا باغ
ہوں ترے مرقد میں روشن سو چراغ
ہے ہر اک دل میں تری فرقت کا داغ
تو جدا یوں ہو گیا احمد علی

میں مذہب حقہ کے ایک عظیم مبلغ کی حیثیت سے شریعتِ محمدیہ کے مسائل اور مذہب نوربخشیہ کے حقائق کو لوگوں تک پہنچا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رسالے کو ترقی دے۔

محمد شریف عارفی کندوسی

نوائے صوفیہ ملت نوربخشیہ کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ اس رسالے کی بدولت بچے بوڑھے اور خواتین دینی مسائل سے روشناس ہوتے ہیں اور ہم اس کی ترقی کے لیے دعاگو ہیں۔

نثار علی عباسی نیشنل کالج کراچی

نوائے صوفیہ کا چندہ جمع کرا دیا تھا مگر رسالہ نہیں مل رہا جس کی وجہ سے سخت پریشان ہوں۔ رسالے میں ہمیں آگاہ کریں کہ نوربخشیہ کون کون سے ملکوں میں ہے اور شاہ سید کا مزار ایران میں کس جگہ ہے؟

سپاہی غلام محمد کندوس

جواب: نوربخشیہ حمد للہ دنیا کے اکثر ممالک میں ہے۔ میر سید محمد نوربخش کا مزار ایران کے شہر سولقان میں ہے۔

نوائے صوفیہ مختلف سٹالوں سے خرید کا اپنی علمی پیاس بجھاتا تھا۔ فوج میں بھرتی ہونے کے بعد اس عظیم جریدے سے محروم ہو گیا ہوں۔ آئندہ رسالہ مستقل بنیاد پر میرے گھر کے پتے پر ارسال کریں۔ سالانہ چندہ ارسال کر دوں گا۔ کیونکہ یونٹ میں جو رسالہ نہ مل پائے اس کا چھٹیوں پر گھر جا کر مطالعہ کرنا چاہتا ہوں۔

گلزار حسین دومیل

گاؤں کھانے ڈاکخانہ تھگس ضلع گانچھے بلتستان

ایک مضمون ارسالِ خدمت ہے اس کو جلد از جلد شائع کریں۔

سید مظفر علی حمیدی کراچی

نوائے صوفیہ میں فقہی مسائل اور تصوف کے موضوع پر چھپنے والے مضامین دلچسپ اور انمول ہیں۔ یہ رسالہ نوربخشیوں کا واحد سہارا ہے جس نے اہلِ نوربخشیہ کو بین الاقوامی طور پر متحد کیا ہے۔

اے ایچ القدوم ڈگری کالج سکردو

آپ لوگوں کی مہربانی سے آج تک مفت نوائے صوفیہ ملتا رہا مگر اب مجھ میں اس کو پڑھنے کی طاقت سلب ہو چکی ہے اس لیے آئندہ میرے نام پر بھیجنے کے بجائے اخوند غلام حسین کے نام ارسال کریں۔

اخوند محمد فقیری کندوس

بندہ نوائے صوفیہ جیسی دینی کتب اور رسائل کا دلدادہ ہے۔ علامہ محمد بشیر صاحب کے شریعت محمدیہ اور دیگر علماء کے دلچسپ مضامین کا مطالعہ باعث اطمینان ہے۔ بندہ نوائے صوفیہ کا مستقل خریدار بننا چاہتا ہے۔ ۲۰۰ روپے چندہ جلد ارسال کر رہا ہوں۔

مہدی عیسیٰ ساگر
نوربخشیہ جنرل سٹور اقبال نگر کراڑی کالونی
منگھوپیر کراچی نمبر ۳۶

میرا ٹرانسفر کشمیر سے سیالکوٹ ہوا ہے اس لیے نوائے

ادارہ نوائے صوفیہ کا شاہین بچوں کیلئے

شاہین اسکالرشپ

کا اعلان

ادارہ نوائے صوفیہ کے شعبہ تعلیم و تدریس (سکالرشپ ونگ) نے گزشتہ سال کی طرح امسال بھی پرائمری، مڈل، میٹرک اور انٹرمیڈیٹ کے امتحانوں میں اول و دوم پوزیشن حاصل کرنے والے نوربخشی طلباء کی حوصلہ افزائی کے لئے میرٹ سکالرشپ اور تعریفی سند کے اجراء کا بندوبست کیا ہے۔

مستحق طلباء اپنے سالانہ امتحان ۲۰۰۱ء کے رزلٹ کارڈ اور قومی شناختی کارڈ یا 'ب فارم' کی کاپی متعلقہ سکول یا کالج کے سربراہ کی تصدیق کے ساتھ سادہ کاغذ پر درخواست کے ہمراہ مؤرخہ اکتیس مئی ۲۰۰۱ء سے قبل زیر دستخطی کو ارسال کریں۔ جو طلباء اپنا پاسپورٹ سائز بلیک اینڈ وائٹ فوٹو مختصر تعارف کے ساتھ ارسال کریں ان کی تصویر اور تعارف کو بھی نوائے صوفیہ میں شائع کیا جائے گا۔

لیاقت علی خان

انچارج سکالرشپ ونگ

ادارہ نوائے صوفیہ معرفت

358-A سیکٹر G-6/1-1 اسلام آباد

صوفیہ نئے ایڈریس پر ارسال کریں۔

نثار علی عابدی شگری (خریداری نمبر ۵۲۵)

۱۵ این ایل آئی رجمنٹ سی کمپنی سیالکوٹ کینٹ

نوائے صوفیہ کو متعدد بار خط لکھ چکا ہوں مگر کوئی خط شائع نہیں ہوا۔ شاید میرے خط رسالے کے معیار پر پورا نہ اترتے ہوں۔ میں تو اپنے جذبۂ دینی کے تحت خط لکھتا ہی رہوں گا بے شک آپ شائع کریں یا نہ کریں۔

مظاہر علی تمنا شعبۂ اردو جامعہ کراچی

میرا ایڈریس بدل گیا ہے اس لیے مجھے نوائے صوفیہ نئے ایڈریس پر ارسال کریں۔

اخوند علی مراد تمنا سوغاوی

۱۹ این ایل آئی رجمنٹ ہیڈ کوارٹر ۱۲ ڈویژن مری ہلز

نوائے صوفیہ کو نہ صرف نوربخشی دنیا بلکہ پورے عالم اسلام میں بلند مقام حاصل ہے۔ خصوصاً فوجی جوانوں کے لیے یہ ایک عالم دین کی حیثیت رکھتا ہے اور ہر وقت بے چینی سے اس کا انتظار کرتے ہیں۔ غازی صاحب کی کتاب میر سید محمد نوربخش اور مسلک نوربخشیہ کی اشاعت کے بے چینی سے منتظر ہیں۔

اخوند محمد حسین کوروی ۱۴ این ایل آئی کشمیر

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کورو فرول کے پتے پر نوائے صوفیہ پہلے آتا تھا اب نہیں آتا۔ ایک مضمون ارسال ہے۔

شبیر حسین لقدوم کورو

میں نے اکتوبر میں مبلغ ۳۰۰ روپے بذریعہ رجسٹری ارسال کیے تھے تاکہ رسالہ میرے نئے پتے پر جاری ہو سکے۔ تین مہینے گزرنے کے باوجود نہ رقم ملنے کی اطلاع ملی ہے اور نہ رسالہ جاری ہوا ہے۔ اگر پیسے نہیں ملے ہیں تو دوبارہ ارسال کروں گا براہ کرم رسالہ جاری کریں۔

محمد اقبال جاوید گلگتی نمبر ۴۴۷

۳۲۲ انجینئر سپورٹ کمپنی کیئر آف FPU 17 ٹی پلاٹون

(جواب: آپ کی ارسال کردہ رقم موصول نہیں ہوئی ہے۔ آپ نے چندہ کس پتہ پر ارسال کیا ہے مہربانی تفصیل لکھیں۔)

میں نوائے صوفیہ کی اشاعت کے ذمہ دار مجاہدوں کو سلام پیش کرتا ہوں جو مذہب حقہ کی آبیاری کے لیے کام کرتے ہیں۔ ہم علامہ بشیر صاحب کی درازی عمر کے لیے دعاگو ہیں نیز پیر صوفیہ نوربخشیہ کی کوششوں سے معاہدہ بلغار کے کامیاب ہونے پر نوربخشی عوام کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

نثار حسین پینٹر یاچن ہاؤس کراچی

میرا رجسٹریشن نمبر ۷۸۷ ہے دسمبر کے بعد رسالہ نہیں آرہا ہے۔ کیا وجہ ہے؟ یہ خط رسالے میں شائع کریں۔

سپاہی محمد ابراہیم نوری

(جواب: آپ کا سالانہ چندہ دسمبر ۲۰۰۰ سے ختم ہو چکا ہے۔)

نوائے صوفیہ کا مستقل قاری ہوں اور اس کی بدولت بہت سے مسائل سے مستفید ہوتے رہتے ہیں اور ہمارے دینی شعور میں اضافہ ہوتا ہے۔ ایک مسئلہ کا حل مطلوب ہے جواب شائع کریں۔

ممتاز علی سرموں بلتستان

نامۂ سالک

قارئین کے خطوط

لیاقت علی خان

نوائے صوفیہ کا نومبر ۲۰۰۰ء کا شمارہ موصول ہوا۔ مجلہ میں شامل تمام مضامین نوربخشیات سے متعلق فقہ اور مسائل تصوف کی آگہی کا نور بخشتے ہیں۔ امید قوی ہے کہ آئندہ بھی اپنی کرم فرمائیاں اور دیگر نوازشات سے نواز کر 'نوائے صوفیہ' کی ترسیل میں کسی قسم کی فروگذاشت نہیں کی جائے گی۔

میرے حالیہ دورہ بلتستان کے حوالہ سے مجلہ 'نوائے صوفیہ' میں 'اخبار التصوف' کے آئینے میں جو عکاسی کی گئی ہے اس کے لیے میں آپ کا بالعموم اور اپنے محسن جناب غلام حسن صاحب کا بالخصوص ممنون ہوں۔ جناب غلام حسن صاحب کا اس لیے بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے اپنے ذاتی کتاب خانہ کے دروازے بندہ کے لیے وا کیے اور 'تحفۃ الاحباب' جیسے قدیم اور اہم قلمی نسخہ کی فوٹو کاپی کی فراہمی کو یقینی بنایا اور مجھے ہر قسم کا تعاون دے کر زیر بار منت کیا۔

امید ہے کہ آپ کی کتاب 'میر سید محمد نوربخش اور مسلک نوربخشیہ' زیور طبع سے آراستہ ہوئی ہو گی۔ اس کی ایک کاپی براہ کرم اس جانب روانہ کر کے مشکور و ممنون فرمائیں کیونکہ امام محمد نوربخش کی زندگی اور کارناموں سے متعلق ہمارے یہاں کتب کی عدم دستیابی کی وجہ سے کافی دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ امام موصوف کی تصانیف و تالیفات کی فراہمی میں اپنا دست تعاون دراز کریں گے۔ سلسلۂ ہمدانیات سے متعلق اپنا ایک تحقیقی مقالہ ارسال کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ آپ اسے 'نوائے صوفیہ' کی زینت بنا کر شکریہ کا موقع فراہم کریں گے۔

ڈاکٹر غلام رسول جان ایم اے۔ پی ایچ ڈی
سنٹر آف سنٹرل ایشین سٹڈیز
یونیورسٹی آف کشمیر حضرت بل سری نگری کشمیر

(جواب: جناب ڈاکٹر صاحب

یاد فرمانے اور مضمون کی ترسیل کا بے حد شکریہ۔ امید ہے کہ آپ آئندہ بھی نوائے صوفیہ کے ساتھ قلمی تعاون جاری رکھیں گے۔ مذکورہ کتاب کی ایک کاپی انشاء اللہ جلد روانہ کر دی جائے گی۔ آپ کا مضمون شامل اشاعت ہے۔)

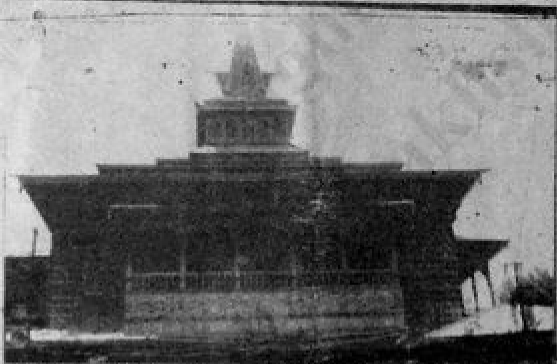
بندہ دو سال سے خط و کتابت جاری نہ رکھ پایا جس کی معذرت چاہتا ہوں۔ ستمبر / اکتوبر ۲۰۰۰ کا نوائے صوفیہ پڑھ کر خوشی ہوئی۔ جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ ٹھنگام کی ایک تصویر ارسال ہے۔ اس جامع مسجد کی تعمیر کا کام ابھی جاری ہے۔ ہماری انجمن کے ارکان اپریل مئی میں سلسلہ اشاعت کے لیے دہلی جانے والے ہیں۔ اگر کوئی نئی کتاب شائع ہوئی ہو تو ارسال کریں۔

غلام حسین ٹھنگام ضلع کرگل

رسالہ نوائے صوفیہ دور حاضر میں دنیا کے اکثر ممالک



انجمن صوفیہ نوربخشیہ طمکام ضلع کرگل دراس کے سالانہ اجلاس کے موقع پر انجمن کی انتظامیہ کمیٹی کے ارکان کا ایک یادگار گروپ فوٹو



انجمن کے بعض ارکان نے خانقاہ معلی شاہ ہمدان سری نگر کشمیر کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ خانقاہ معلی کی ایک یادگار تصویر



شاہ ہمدانؒ چودھویں صدی میں ایران سے تشریف لائے اور اس مسجد کی بنیاد رکھی۔ خانقاہ معلی کے صدر دروازے پر آویزاں بورڈ کا عکس